۷۸۶

قابلِ توجہ اہلِ اسلام

نمبر ۲

متفقہ فتویٰ جمعیۃ العلماء ہند پر ایک نظرِ غور

مرتبہ
خاکسار حاجی عبد الرحیم عفی عنہ
سکریٹری انجمن مؤید الاسلام
فریزر ٹون معسکر بنگلور

مطبوعہ مسلم پریس بنگلور کنٹونمنٹ
۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد۔ معزز ناظرین۔ ہم ایک رسالہ اس سے قبل "قابل توجہ اہل اسلام" شایع کرچکے ہین۔ جس مین بنگلور کی خلافت کمیٹی کی خلاف شرع کاروائیون کا مجملاً ذکر کیا تہا۔ ہمارا اصلی مدعا اوس کی اشاعت سے یہی تہا کہ ممبران کمیٹی اپنے موجودہ رویہ کو بدل دیکر ہمین کوئی شکایت کا موقع نہ دین گے۔ ہمین اون سے یا اوس کاروائی سے جو وہ خلافت کے لئے کر رہے ہین کوئی شکایت نہین ہے۔ اگر ہے تو یہی کہ خلافت کے نام سے خود کو مدعیان خلافت اور دوسرون کو جو اون کی خلاف شرع کارروائیون سے الگ یا دور رہنا چاہتے ہین مخالفین خلافت مشہور کرکے باہر کے لوگون کو دہوکا دے رہے ہین۔ اور یہ شورش کل ہندوستان مین بقول مسٹر گاندہی جس کی جڑ خلافت ہے ایک آندہی کی طرح پہیل گئی ہے۔ جس کا نتیجہ آیندہ چل کر ہندوستانیون کے لئے یقیناً بہت برا ہوگا۔

خلافت کا پہلو لئے ہوے شریعت مین دخل دے کر جو بیجا زیادتیان ہورہی ہین۔ جن سے عوام الناس مغالطہ مین پڑے ہوے ہین اون کو جہان تک ہوسکتا ہے دور کرنا ہر خیر خواہ ہند کا فرض ہے۔ اس لئے ہم نے اس انجمن مویدالاسلام کو ۱۳ ماہ فروری ۱۹۲۱ء کو قایم کیا۔

فروری اور مارچ مین جسقدر پرچے شہر بنگلور مین شایع ہوے ہین وہ ضرور

آپ کے ملاحظہ سے بہی گذرے ہون گے - ہم اس کا فیصلہ ناظرین ہی پر چہوڑ تے ہین - کہ کون حق بجانب ہے اور کون شریعت اسلام کی خلاف ورزی کر رہے ہین!

بنگلور سے باہر والون کو یہان کی حالت کیا معلوم ہے! وہ نہین تو صرف اسقدر لکہنا ہی کافی ہے کہ یہان ایک انجمن بنام موید الاسلام ہماری مخالفت مین قایم کی گئی ہے - جو خلافت کی مخالفت کر رہی ہے - بس باہر والون کو تو اصلی واقعات کی کوئی خبر نہین - جو اون کے دل مین آتا ہے ہماری نسبت لکہہ دیا کرتے ہین - جب وہ ہم کو اور ہمارے اصلی مدعا کو جانتے نہین ہین تو ایسی صورت مین وہ ہمین کچہہ ہی لکہین - ہم کو برا نہین ماننا چاہئے بلکہ ہمارے اصلی اغراض کو اون تک پہونچانے کی کوشش کرنا چاہیئے -

جیسا ہم علانیہ بنگلور خلافت کمیٹی کی بعض بے جا کارروائیون پر نکتہ چینی کرتے ہین اوسیطرح کمیٹی مذکور بہی ہماری کوئی کارروائی خلاف شرع یا عوام کو مغالطہ مین ڈالنے والی ہو تو ہمین اوس سے اطلاع کر دے - ہم بخوشی اپنے رویہ کو بدل دین گے - مگر وہ ایسا نہین کرتے ہین - باہر سے فتوے منگا کر اور ہمارے خلاف مضامین چہپوا کر شایع کر رہے ہین - جنکا ہم کو بہی بحیثیت انسان ہونے کے جواب دینا لازم ہے -

چنانچہ کچہہ دنون آگے ایک متفقہ فتوے جسکو جمعیتہ العلماء ہند کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے یہان پر دوبارا چہپوا کر تقسیم کیا گیا ہے - اور مولانا محمود الحسن صاحب مرحوم مغفرلہ کا فتوے اور مولوی ابوالکلام آزاد صاحب کو جو بہت بڑے حامی ترک موالات ہین - کانگریس و مسلم لیگ کے رزولیوشن وغیرہ بہی تقسیم کیئے گئے ہین - جن پر مدعیان ترک موالات کا دار و مدار ہے - جن مین ۸ یا ۹

آیات قرآنی کو اولٹ پہیر کر ترجمہ کرکے پیش کیا گیا ہے۔

اس کے جواب مین مخالفین ترک معاملات نے بہی بہت سے فتوے اور رسالے وغیرہ شایع کیا ہے۔ جن مین حکیم الامتہ مولانا اشرف علی صاحب محدث تہانوی کا فتوائے ترک موالات قابل دید ہے۔ اور جناب مولوی قاضی سراج الدین احمد صاحب بارسٹرایٹ لا کی کتاب حقیقت خلافت کے اکثر تحقیقات لاجواب ہین۔ اور جناب مولانا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا رسالہ ترک موالات و احکام اسلام تو ایسا ہے کہ اگر اوس کو ایک دفعہ انصاف اور غور بینی سے پڑہ لیا جاوے تو مدعیان ترک موالات کو چون وچرا کی گنجایش نہین ہوگی۔ یون چاہے اپنی ہٹ پر قایم رہکر مولوی صاحب کو کچہہ بہی کہہ دین۔

یہ بہی بہت بے انصافی ہے کہ جو اس وقت امن قایم کرنے کے لئے صحیح راستہ بتلاتا ہو یا بتلانے کی کوشش کرنا چاہے اوس کو فوراً جی حضورون مین داخل کرکے یہان قومی مجرم کا خطاب دیا جاتا ہے۔ یا اوس کے مذہب پر طعنہ زنی کی جاتی ہے یا ذاتیات پر بحث شروع ہو جاتی ہے۔

یاد رکہنا چاہیئے کہ جو امور خلاف شرع ہون اون کا کرنا یا نہ کرنا لوگون کی مرضی اور نفع و نقصان پر منحصر ہوتا ہے۔ مگر شرعی احکام کی موجودگی مین نفع اور نقصان کا عذر جہالت اور کمی ایمان کی علامت ہے۔ جو کام خدا اور رسول ؐ کے حکم کے مطابق ہو تو اوس پر عمل کرنا ہم پر فرض ہے۔ اگر اون کے خلاف ہین ہو تو اپنے اور اپنی قوم کے فواید کو ملحوظ رکہنا افضل ہے۔

ترک موالات کو کبہی دینی مسئلہ خلافت کی تحت مین قرار دیا جاتا ہے۔ اور جب اوس مین مشکل پڑہتی ہے اور شرعاً ثابت نہین کر سکتے تو اوس کو سوراجیہ کی تحت مین سیاسی اور ملکی قرار دیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس موجودہ

مسئلہ کا حل کرنا نہایت مشکل ہو گیا ہے۔ نہ مدعیان ترک موالات ہی اس کو شرعاً
ثابت کر سکتے ہین نہ مخالفین ترک معاملات ہی کی نیک نصایح کو وہ قبول کرتے
ہین۔ عوام اس الجھن مین پڑے ہوے ہین کہ ترک موالات ایک شرعی فرض ہے
اور اس کی مشروعیت کے ہی خیال سے ان مین دن بدن جوش پھیلتا جا رہا ہے۔
حالانکہ روزانہ جو فرایض بحیثیت مسلمان ہم پر مقرر کئے گئے ہین جیسے نماز۔ روزہ
وغیرہ ان کو کوئی نہین پوچھتا۔

اس لئے ہم عوام کے سمجھانے کے لئے یہان پر موالات کے معنے سمجھا دیتے ہین۔

موالات کہتے ہین محبت کو جو قلبی ہو۔ جیسے والدین کا اپنی اولاد پر یا خاوند کو
اپنی بیوی۔ یا بیوی کو اپنے شوہر پر ہوتی ہے۔

اور موالات بالکفار کا یہ معنے ہے کہ محبت و مناصرۃ فی الدین ہو۔ یعنے اون
کے ساتھ اون کے دین سے محبت رکھنا یا مدد کرنا۔ نہ کہ معاملات دنیوی مین۔
ایسی صورت مین اس کو معاملات کہا جائیگا۔ چنانچہ جو اس وقت ترک موالات کو
ترک معاملات کہنا درست ہے۔ اس لئے کہ کسی مسلمان سے ترک موالات بالکفار کا
سوال ہی عبث ہے۔ جو مومن اور متقی ہین اور جن کو قرآن و حدیث پر ایمان ہے
خواہ وہ کونسلون کے ممبر ہین یا وکیل و مختار یا بارسٹر آنریری مجسٹریٹ ہون یا
میونسپل کمشنر۔ ملازمان پولیس ہون یا فوجی نوکر۔ خان صاحب ہون یا خان بہادر
سی۔ آئی۔ ای۔ ہون یا سر۔ یہ ہمیشہ سے ہی ترک موالات بالکفار خواہ وہ نصارے
ہو۔ یا یہودی۔ یا گبر۔ ہنود ہو یا مشرک تھے۔ اور انشاء اللہ رہین گے۔ البتہ یہ سوال
اون ملاؤن اور نیم مولاناؤن اور اون قوم فروشون سے ہونا چاہیئے جنہون نے
پیسون کی لالچ مین اپنا دین و ایمان مشرکون کی پیچھے کھو رہے ہین۔ یا احکام خدا
و احادیث رسول اللہ صلعم کو بے موقع استعمال کرنے کی کوشش کر رہے ہین۔ جنکا

ذکر قرآن پاک مین بھی اس آیت کی تحت مین آچکا ہے ۔ وَلَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰیٰتِیۡ ثَمَنًا قَلِیۡلًا ۫ یعنے میری آیتون کو تہوڑے مول کے پیچہے مت بیچو ۔

صاحبو ذرا انصاف سے دیکہو اور سنو ۔ جو کچہہ اس مین لکہا گیا ہے وہ درست ہے یا غلط ۔ صرف یہ کہدینا یا کسی کی راے کو بلا دلیل اپنے مطلب کے موافق ہو تو فوراً شایع کر کے عوام مین غلط فہمی پہیلانا شیوۂ اسلام و انصاف نہین ہے ۔ یا کسی کے رسالہ و پرچہ کی نسبت خلاف شرع ۔ خلاف حق ۔ خلاف انصاف ۔ اور خلاف انسانیت محض جہوٹ وغیرہ کہدینا بہت ہی آسان ہے ۔ مگر دلایل سے اسکا رد ثابت کرنا ذرا مشکل ہے ۔

شاید بعض لوگ ہماری نسبت یہ کہدین کہ ہم مین قومی جوش اور غیرت نہین ہے جس طرح کہ مدعیان ترک موالات وغیرہ مین پائی جاتی ہے ۔ مگر اون کو یاد رکہنا چاہیئے کہ قومی جوش اور غیرت اس کو نہین کہا جاتا کہ انسان بے موقع طیش مین آجایا کرے اور غصہ کی حالت مین خود اپنی قوم کے اخلاق پر دہبہ لگادے ۔ اور شریعت کو بدنام کرے ۔ بلکہ قومی غیرت اس کا نام ہے کہ انسان اپنی جوش کو اپنے قابو مین رکہے ۔ اور اپنی قوم کے نام کو خلاف مذہب ۔ خلاف اخلاق ۔ خلاف شریعت اور خلاف تمدن کے الزام سے مبّرا رکہے ۔

افسوس کہ اس مختصر رسالہ مین اس قدر گنجایش نہین کہ ہم ان تمام آیات پر تفصیلی بحث کرین اور ہر آیت کا شان نزول اور موقع کو ظاہر کرین ۔ جس کو زیادہ تجسس و تحقیق کی غرض ہو تو وہ تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۱۴۰ اور جلد ششم صفحات ۲۲۷ و ۲۶۷ جس کو امام فخر الدین رازی رح نے لکہا ہے ۔ و تفسیر حقانی جس کا حوالہ ہم آیندہ چلکر دین گے ۔ دیکہہ لین ۔ ہم اس رسالہ مین مندرجۂ ذیل مسائل ہی پر بحث کرین گے ۔

(۱) موالات کا مفہوم کیا ہے اور اوسکی ضرورت مع دلایل ۔

(۲) متفقہ فتوے جمعیتہ العلماء ہند پر ایک نظر غور۔

(۳) گورنمنٹ ہند کی ملازمتیں وغیرہ حرام نہیں ہیں۔ اور گورنمنٹ سے قطع تعلق جایز نہیں۔

(۴) ولایتی مال کا استعمال اور اوس کی ضرورت۔

(۵) مشرک یا غیر مسلم ہمارا رہنما یا پیشوا ہرگز نہیں بن سکتا۔

(۶) مسئلہ تعلیم پر ایک سرسری نظر۔

ہم ان ۶ سرخیوں میں ہی موجودہ شورش پر جس قدر موافق اور مخالف رائیں قرآن کریم اور احادیث رسول اللہ صلعم میں آچکی ہیں پیش کر کے ناظرین ہی سے فیصلہ کے خواستگار ہیں۔ کہ کون حق پر ہیں۔ آیا (۱) مدعیان ترک موالات (۲) مخالفین قطع تعلقات۔

ہم یہاں پر کچھہ لکھنے سے قبل اگر یہ کہیں کہ مولانا محمود الحسن صاحب غفرلہ یا متفقہ جمعیتہ العلماء ہند کے ترجموں میں کسی قدر زیادتی سے کام لیا گیا ہے۔ تو ہمارے لئے چھوٹا منھہ اور بڑی بات کی مثال صادق ہوگی۔ چونکہ ہم نہ مولوی ہیں نہ مولانا۔ ایک معمولی آدمی ہیں۔ اول تو یہ کام علماء کا ہے جن کو مذہب میں ورثۃ الانبیاء کا خطاب ملا ہے۔ مگر وہ آجکل اپنے کو بہت بچاتے ہیں اور سچی بات کا ظاہر کرنا ہی مناسب نہیں سمجھتے!!

(۱) موالات کا مفہوم کہ کن کفار سے موالات درست نہیں

اس میں کوئی شبہہ نہیں ان آیات میں جنکو ہم یہاں پیش کریں گے اور جن کو متفقہ جمعیتہ العلماء ہند نے پیش کیا ہے۔ سب کا اصلی مفہوم یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار سے موالات منع فرمایا ہے۔ یا اون کی مدد کرنی۔ یا اون سے مدد لینی جایز نہیں

رکھی۔ دنیوی یا کاروباری تعلقات مین ممانعت نہین کی گئی ہے۔ مگر ساتھ ہی اس مین بہی کوئی شک نہین کہ ہر ایک کافر کی نسبت یہ حکم نہین ہے۔ کہ اس سے دوستی نہ کی جائے۔ یا اوس کے ساتھ معاملات نہ رکہے جائین۔

چونکہ ہمارے علماؤن نے ترک موالات کو خاص مذہبی حیثیت سے مسلمانون کے سامنے پیش کیا ہے۔ چنانچہ مولوی محمود الحسن صاحب مرحوم دیوبندی نے اپنے فتوے مین اور مولوی کفایت اللہ صاحب دہلوی نے اپنے لکچر مین۔ اور جمعیتہ العلماء ہند نے اپنے متفقہ فتوے مین موالات ہنود و مشرکین کو جایز بتایا ہے۔ قطع نظر اِن کے آج تک جس قدر رسالے۔ فتوے۔ لکچرز وغیرہ مدعیانِ ترک موالات کی جانب سے شایع ہو چکے ہین۔ اون سب مین اتحاد و معاملات ہنود و مشرکین کو جایز قرار دیا ہے۔

اگر ترک موالات (یا معاملات) کی بحث اسی پر محدود رہتی کہ "شریعت نے ترک معاملات یا تعلقات کو منع نہین کیا" تو چندان فکر کی بات نہ تہی۔ چونکہ جس کام سے شریعت نہ روکتی ہو نہ اوس کا حکم دیتی ہو تو ہر شخص کا اختیار ہوتا ہے کہ چاہے اوسے کرے یا نہ کرے۔ مگر اس وقت تک جس قدر فتوے وغیرہ مدعیان ترکِ موالات کی جانب سے شایع ہو چکے ہین اون تمام مین یہی بتایا گیا ہے کہ شریعت اسلام کے مطابق گورنمنٹ ہند و انگریزون سے موالات رکہنی حرام ہے۔ اور جو اِن سے تعلق رکھتا ہے وہ ظالم یا قومی مجرم ہے۔

اس سے اون لوگون مین جو علم حدیث و قرآن سے بے خبر ہین۔ ایک ایسی تحریک پیدا ہو گئی ہے کہ جس سے ہر شخص کا خیال یہی ہو رہا ہے کہ اگر ہم اپنے لیڈرون اور علماؤن کا کہنا نہین مانتے ہین تو اسلام سے خارج ہو جاتے ہین۔ مگر وہ یہ کہان سمجہتے ہین کہ جب ہنود و مشرکین سے تمدنی اتحاد اور ربط کو شرعاً جایز بتایا ہے۔

بلکہ اس کو درحقیقت خدا اور رسولؐ کے احکام کی پیروی لکھتے ہین! حالانکہ
ہنود و مشرکین قرآن کریم کی رو سے کفار مین شامل ہین۔ یہود و نصارے تو
اہل کتاب ہین۔ جن کا قرآن مجید مین نام لیکر ذکر آیا ہے۔ برخلاف ان کے
مشرکون کو نجس اور پلید کہا گیا ہے۔ یہود و نصارے تو بجز ہمارے پیغمبر خداؐ
کے کُل انبیاء کرام علیہم السلام کو پیغمبر مانتے ہین۔ اور ہنود و مشرک کُل انبیاء کرام
کی نبوت کے منکر ہین۔ اس حالت مین جب ہنود و مشرکین سے اتحاد و ربط
و معاملات جایز ہو تو نصارے سے بدرجہ اولیٰ ہو سکتی ہے!۔

(۲) متفقہ فتوے جمعیتہ العلماء ہند پر ایک نظر غور

اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ
مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ
يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ؕ (سورہ ممتحنہ) ترجمۂ فتوے۔
"جن کافرون نے دین کے معاملہ مین تم سے قتال کیا تم کو اپنے ممالک سے
بے دخل کر دیا۔ اور تمہارے اخراج و بے دخل کرنے مین مدد دی۔ اون سے
دوستی اور باہمی امداد کرنے سے خدا تم کو روکتا ہے۔ اور جو لوگ ایسے
کفار سے موالات رکھین وہ سب ظالم ہین!"

تفسیر حقانی اور دیگر معتبر تفاسیر مین اس آیت کا ترجمہ اس طرح سے کیا ہے۔
ترجمہ "اللہ تعالیٰ صرف اون لوگون کے ساتھ دوستی کرنے سے تم کو منع کرتا
ہے۔ جو تم سے دین کے بارے مین لڑے ہون اور تم کو تمہارے گھرون سے نکالا ہو
اور تمہارے نکالنے مین مدد کی ہو۔ اور جو شخص ایسون سے دوستی کریگا وہ
ظالمون سے ہے" متفقہ فتوے کا ترجمہ اور اس ترجمہ مین بظاہر بہت تھوڑا ہی

فرق معلوم ہوتا ہے۔ مگر دور بین اور معاملہ فہم اصحاب سمجھتے ہین کہ ترجمہ مین ہی اپنے مطلب کو ہاتہ سے جانے نہ دیا۔ یہ ہم نہین کہہ سکتے ہین کہ آیا یہ ترجمہ مفتیان فتوے کا ہے یا خلافت کیٹی بنگلور کا جنھون نے یہان فتوے کو دوبارہ اشاعت کرکے تقسیم کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

اللہ تعالی نے اس آیت مین صاف طور سے فرما چکا ہے کہ "صرف اونہی لوگون سے ترک موالات کی جاسکتی ہے جو مسلمانون سے دین کے بارے مین لڑے ہون یا مسلمانون کو اون کے گھرون سے نکال دیا ہو۔ یا دوسرون کو اون کے اخراج مین مددی ہو۔ خود قرآن کریم نے اس معاملہ کو کہلم کہلا بیان کردیا ہے تو اس مین ہم کو قیاس کرنے کی بہی چندان ضرورت نہین۔ اخراج سے مراد وہ اخراج ہے کہ کسی نے اپنا دین چہوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرلیا ہو۔ قولہ تعالی الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ؕ ترجمہ۔ جو اپنے گھرون سے بے وجہ نکالے گئے محض اتنی بات پر کہ وہ یون کہتے ہین کہ ہمارا رب اللہ ہے۔

حضرت ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ مشرکین مکہ صحابائے کرام کو طرح طرح کی اذیتین دیتے تو صحابہ مجبور ہوکر حضور انور رسول خدا سے اون کی شکایت کرتے تہے تو آپ جواب مین یہ فرماتے تہے کہ صبر کرو۔ ابہی مجہکو جہاد کا حکم خدا کی جانب سے نہین آیا ہے۔ جب مکہ سے ہجرت کا حکم ہوچکا تو حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے اِنَّا لِلّٰہِ پڑہی۔ اور فرمایا کہ قریش نے نبی وقت کو مکہ سے نکال دیا ہے۔ اب اون پہ ضرور کوئی وبال آئے گا۔ چنانچہ اللہ تعالی نے اپنے صدیق کی تصدیق مین یہ آیت نازل فرمایا۔ یہ سب سے پہلی آیت ہے جس مین لڑائی کی اجازت مسلمانون کو ملی ہے۔ (ابن کثیر) اس آیتہ سے بہی

صاف ظاہر ہے اور سورۂ ممتحنہ کی آیت مین وَاَخْرَجُوْکُمْ کی
آیت سے بہی یہی مراد ہے کہ مذہبی طور پہ اوسی قوم سے ترک موالات فرض
ہوتی ہے جنہون نے کسی مسلمان کو صرف اوس کے مسلمان ہونے کی وجہ
سے ملک بدر کیا ہو۔

یہان پہ غور طلب امر یہ ہے کہ جب فتوے مین ہنود و مشرکین کے ساتھ
تمدنی اتحاد جایز بتایا گیا ہے تو یہ فقط سوراجیہ کی تائید اور مشرکین کی
پیروی کو نبہانا ہے۔ آیتہ کریمہ سے تو یہ نہین پایا جاتا کہ ہنود و مشرکین سے
اتحاد جایز اور یہود و نصارٰے سے حرام!

ہم اوپر بتا چکے ہین صرف اون لوگون سے ترک موالات واجب ہے کہ
جنہون نے تم سے صرف اس لئے لڑائی کی ہو کہ کیون تم اپنا قدیم مذہب چھوڑ
کر مسلمان ہو گئے اور اسلام لائے۔ یا تم کو اسلام لانے کی وجہ سے تمہارے
گہرون سے نکالا ہو۔ یا اس فعل مین دوسرون کے مددگار ہوے ہون!
چونکہ یہ تینون باتین انگریزون مین نہین پائی جاتین۔ اس لئے ان سے
قطع تعلقات شرعًا واجب نہین۔

تفسیر حقانی جلد ہفتم صفحہ ۸۰ پارہ ۲۸ سورۂ ممتحنہ مین خداوند کریم
مسلمانون سے خطاب فرماتا ہے کہ تم کو بہی ابراہیم کی پیروی کرنی چاہیئے۔
مشرکین تمہارا کیا کر سکتے ہین۔ کس لئے اون سے محبت رکھتے ہو۔ برادری اور
دوستی خدا کے دشمنون سے کیسی! مسلمان کے سچے ایمان اور خداتعالیٰ کی
پوری محبت کا یہ مقتضٰے ہے کہ اوس کے دشمنون اور بددینون و ملحدون
پر قولاً و فعلاً تمسخر کرنے والون سے قطع کر دے۔ اون سے محبت اور یگانگت
اور دلی اخلاص ایک دل مین جمع نہین ہو سکتا! کیا یہ آیتہ کا ترجمہ اور اس کے

نیچے کی دو آیتین جن کو ہم اوپر بیان کر آئے ہین مشرکین یا کفار مکہ کے بارے مین نازل ہوئی نہین یا خاص موجودہ گورنمنٹ ہند و انگلستان کے انگریزون کے واسطے ! اور ہم تمہاری بات کو مان ہی لین کہ یہ آیات کل کفارون کے لئے آئی ہین تو پھر ہنود و مشرکین ان آیتون سے مستثنےٰ ہو سکتے ہین ؟

کیا ترکون سے یہ مذہبی جنگ تھی

اب حامیان ترک موالات یہ ثابت کر رہے ہین کہ یہ گذشتہ جنگ ترکون سے مذہبی تھی - اور اپنی تائید مین جس طرح سے کہ آیات قرآنی کو پیش کر کے ثابت کرنے کی کوشش کر چکے ہین - اسی طرح - مظالم سمرنا - وتھریس - آرمینیا وغیرہ وغیرہ پیش کرتے ہین - چند سال کے آگے اس سے سخت مظالم روس و کریٹ والبانیہ مین پیش آچکے ہین - اوس وقت کسی کو ترک موالات کا خیال نہوا ان مظالم سے تو بقول اخبارات کسی کو بھی انکار نہین - مگر اصل جنگ جرمنی سے تھی جو مذہبیا عیسائی ہے -

کیا آپ کو معلوم نہین کہ ابتدا اس جنگ کی ۴ اگست ۱۹۱۴ع کو سب سے اول روس و جرمنی مین ہوئی ؟ روس عیسائی کا انگریزون اور فرانسیسیون نے روسیون کا ساتھ دیا - اور آسٹریہ جرمنی کا طرفدار تھا - کامل تین ماہ تک یہ جنگ درمیان عیسائیون ہی کے رہی - نومبر ۱۴ مین ترکون نے جرمنی کا ساتھ دیا - اگر یہہ مذہبی جنگ ہوتی تو ایک بڑی اسلامی سلطنت جس کا سلطان خلیفۃ المسلمین ہے - جس کا شیخ الاسلام سلطان کو معزول کرنے کی طاقت ازروئے شریعت رکھتا ہے - وہ ہرگز عیسائیون کا ساتھ نہ دیتا - اس سے ہی ثابت ہے کہ یہہ مذہبی جنگ نہ تھی بلکہ خالص دنیاوی تھی - کیا اوس وقت مسلمانان ہند نے بذریعہ تار

سلطان المعظم کو شرکت جنگ سے منع نہ کیا تھا! اور ہر کا حوادث سلطان المعظم کی گورنمنٹ سے ملا ہے کیا آپ اس کو بھول گئے!

کیا انگریزوں نے ہندوستان ۔ یا اعراق عرب ترکیہ یا [illegible] مصر [illegible] شام یا حجاز و یمن یا مصر و قسطنطنیہ کے مسلمانوں کو مجبور کیا ہے کہ یا تم مذہب اسلام کو ترک کرکے عیسائی ہو جاؤ ورنہ اپنے گھروں سے نکل جاؤ! ایسا تو سننے میں نہیں آیا۔ بلکہ برعکس اس کے ہم خود ممالک یورپ و امریکہ میں جاکر تبلیغ اسلام کرتے ہیں۔ اور سینکڑوں عیسائی بہ طیب خاطر زمرۂ اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔ مگر انگریز ہم کو کبھی ایسا کرنے سے نہیں روکتے۔ بلکہ شہر لنڈن اور پیرس میں جو دو بڑی زبردست عیسائی سلطنتوں کا پایۂ تخت ہے مسجدیں تیار ہو گئیں۔ حال ہی میں اخباروں سے معلوم ہوا کہ شہر پیرس میں لاکھہا فرانکس کے خرچ سے ایک عالیشان مسجد کی تعمیر شروع ہو گئی ہے۔

ان کے مقابلہ میں اگر مملکت چین جس کی آبادی تقریباً ۵۵ کروڑ مشرکوں کی بتائی جاتی ہے۔ جس میں ۵ یا ۶ کروڑ مسلمان بھی آباد ہیں۔ اور ملک روس میں جس کے ماتحت بہت سی اسلامی ریاستیں موجود ہیں۔ اسلام کی آزادی کا کیا حال ہے؟ حتی کہ اذان تک پکار کر دینا منع ہے۔ برخلاف انکے ہندوستان میں اکثر مساجد کے روبرو انگریزی راج میں کوئی مشرک باجہ تک بجاتا ہوا نہیں گذر سکتا ہے۔

دور کیوں جاتے ہو۔ ہندوستان کی دو ایک ہندو ریاستوں میں ہی دیکھ لو جیسے اوجین ۔ کاشمیر و جموں وغیرہ وہاں کا کیا حال ہے؟

چنانچہ قرآن پاک نے اہل کتاب کو مشرکین و ہنود پر فضیلت دی ہے۔ اور

اون کی لڑکیاں لینی اور اون کا کہانا جایز رکہا ہے۔ اور مشرکون کا نہین۔ مشرکون کو نجس فرمایا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ جنگ مذہبی نہ تہی۔ اگر مذہبی ہوتی تو نہ ترک۔ جرمن و آسٹریہ کا ساتہ دیتے نہ مسلمانان ہند و حجاز۔ شام وارض مقدس و مصر انگریزون کا۔ نہ مسلمانان افریقہ فرانس کا۔ نہ مسلمانانِ روس روسیون کا اس سے صاف روشن ہے کہ یہ جنگ مذہبی نہ تہی۔

کیون دوران جنگ مین کسی نے یہ مسئلہ ترک موالات کا نہ چہیڑا۔ خود مسٹر گاندہی نے ہزارون والنٹیرس کو میدانِ جنگ مین جانے کی ترغیب دی اور مسٹر تلک نے بہی بہت کچہ زور دیا تہا۔ اوس وقت خوشی کے ساتہ اسلامی ریاستون نے حتی الامکان فوجی اور مالی تائید دی۔ اور مسلمانانِ ہند نے لاکہون روپیہ بطور امداد انگریزون کو قرضہ دیا۔ جس کا سود اب تک لے رہے ہین۔ عارضی صلح کے وقت ہندوستان کے کُل باشندون نے خوشی مین شریک ہوئے تہے۔

گذشتہ سال ہی کا واقعہ ہے کہ جس وقت وایسرائے بہادر بنگلور مین تشریف فرما ہوے تہے تو مسلمانون نے خوشی سے اون کی استقبال مین حصہ لیا تہا۔ دعوتین طلب کی تہین کہ ہم کو بلایا جاوے۔ اوس وقت یہ سب مفتیانِ فتوے کیون خاموش رہے!

جس جنگ کا انگریزون پر الزام لگایا جاتا ہے۔ اوس مین لڑنے والے کون تہے۔ کیا ہندو! سکہہ!! اور مسلمان نہ تہے! جنہون نے جاکر ترکون کو مارا اور اون کو شکست دی۔ اگر یہ جنگ فی الواقعی مذہبی ہوتی تو مسلمانانِ ہند ترکون سے کیون لڑنے گئے! ہندوستان کے ہزارون مولوی جو اس وقت اپنے کو جمعیۃ العلماء ہند مین ہونے کا دعویٰ کرتے ہین۔ اوس وقت کہان گئے ہوے تہے!

اہل ہند نے خود اپنے ہاتون سے اماکن مقدسہ کو فتح کیا۔ ترکون کو شکست دی۔
حرمین شریفین کی پاک زمین کو روندا۔

اس پانچ سال کے عرصہ مین کسی کو یہ خیال نہ آیا کہ انگریز مسلمانون سے مذہبی جنگ لڑ رہے ہین۔ بمصداق۔ بعد گرنے کے گھونسہ یاد آیا! اس وقت ترکون کی حمایت کرنا اور اس جنگ کو مذہبی جنگ قرار دینا کہین مسلمانون کو اس آیت کی تحت مین تو نہین لے آتا! ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ج ترجمہ۔ پھر تم یہ ہو کہ قتل و قتال بہی کرتے ہو اور ایک دوسرے کو ترک وطن بہی کراتے ہو۔ اس طور پر کہ اون اپنون کے مقابلہ مین اون کی مخالف قومون کی امداد کرتے ہو گناہ اور ظلم کے ساتھہ اور اون لوگون مین سے کوئی گرفتار ہو کر تم تک پہونچ جاتا ہے تو ایسون کو کچھہ خرچ کرا کر رہا کرا دیتے ہو۔ حالانکہ یہ بات بہی تم کو معلوم ہے کہ اون کا ترک وطن کرا دینا ہی تمہارے لئے ممنوع ہے۔ کیا تم کتاب کے بعض احکام پر ایمان رکھتے ہو اور بعض پر نہین رکھتے۔ یعنے اپنی قوم مین سے کوئی غیر کے ہاتہ پہنستا ہے تو چھڑانے کو موجود ہو اور خود اس کے ستانے مین کوئی کمی نہین کرتے۔ اگر خدا کے حکم پر چلتے ہو تو دونون جگہہ چلو۔

ہم کافی طور پر ثابت کر چکے ہین کہ وہ آیت کہ جس سے ترک موالات کے مفتیون نے ہنود سے دوستانہ تعلقات رکہنے کی جواز مین پیش کیا ہے۔ اوسی آیت سے انگریزون سے بہی معاملات رکہنا ثابت ہوتا ہے۔ پس مفتی صاحبون نے فتوے دینے مین اختصار سے کام لیا۔ جو جنبی اور نافہم لوگ ہین اس کے مطلب ہی کو نہ

سمجھے اور قرآن کریم کے صریح الفاظ کی موجودگی میں اصول اسلام کے خلاف فتوے دیدیا ہے۔ بس ایسے فتوے پر عمل کرنا صریحاً خلاف مصلحت اور احکام خداوندی کی مخالفت کرنی ہے!

پھر اپنی تائید میں سورۃ مائدہ کی ایک اور آیت کو پیش کرتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ترجمہ۔ اے ایمان والو تم یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور جو شخص تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے گا بیشک وہ ان میں سے ہوگا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سمجھ نہیں دیتا جو اپنا نقصان کر رہے ہیں۔" اس ترجمہ کے نیچے مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ کے فتوے سے اپنے مطلب کے موافق نقل بھی کر دی گئی ہے۔ ان سے ثابت کر دکھایا ہے کہ "حکومت کے ساتھ ترک موالات مسلمانوں پر واجب ہے" جس کی تفصیل بھی فتوے میں دے دیگئی ہے۔ کونسل کی ممبری ترک کرنے کے لئے یوں لکھتے ہیں کہ "کونسل میں قوم انگریزی ہی ہوتی ہے جو ظالم و دشمن دین ہے۔ اور ایسی قوم کے ساتھ اعزازی نشست شرعاً حرام ہے۔ جس کی سند میں پوری آیت کے اس ٹکڑے کو پیش کرتے ہیں۔ وَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ترجمہ۔ "پس یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ ملکر نہ بیٹھ"
ایمان سے کہنا کہ اس ٹکڑے میں کہیں انگریزوں کا ذکر ہے۔ جن کو مفتیوں نے ظالم و دشمن دین لکھا ہے۔ یا انگریزوں پر ایک صریح بہتان ہے!
نیچے لکھتے ہیں کہ "خطاب ... واطاعت شعاری دیہی خواہی شرعاً حرام وگناہ کبیرہ ہے۔ جس کاغذ پر ... مولویوں نے دستخط کیا ہوا ہے اس میں ایسی باتیں

مسلمانون کو سمجھائی گئی ہون تو وہ لوگ جنکو زیادہ علم نہین ہے بہت حیران ہین کہ ہم کیا کرین۔

ترک کونسل کے وجوہات مین ایک آیت کے آخری ٹکڑے کو جس کا شروع اور درمیانی حصہ چٹ کر کے یون رقمطراز ہین۔ "کونسل مین قوم انگریزی بہی ہوتی ہے جو ظالم و دشمن دین ہے۔ اور ایسی قوم کے ساتہ اعزازی نشست شرعًا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ترجمہ۔ پس یاد آنے کے بعد ظالمون کے ساتہ ملکر نہ بیٹہہ" اسی کے تحت مین حکومت کی وفاداری و اطاعت شعاری۔ و بہی خواہی مسلمانون پر حرام ہے۔ اس لئے وفاداری کی قسم شرعًا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے" یہ ہے جمعیتہ العلماء ہند کا فتوے جس پر مسلمانانِ ہندوستان کا دار و مدار ہے۔

ہم مفتیان فتوے سے یہ دریافت کرتے ہین اس آیت کے ٹکڑے کے ساتہ پوری آیت اگر لکھہ دیتے اور اوس کا شان نزول بہی تحریر فرما دیتے تو ہم کو مغالطہ نہ ہوتا۔ مطلب کی دو باتین ساری آیت سے لیکر قوم انگریزی کو ظالم اور دشمن دین بنا کر اون کے ساتہ نشست کو شرعًا حرام جو بتایا ہے ذرا ایمان سے کہنا کہ اس آیت کے اول سے آخر تک انگریزون کا ذکر کس لفظ سے نکالا گیا ہے۔

ناظرین! ہم آپ کو پوری آیت لکھکر اوس کا شان نزول بہی لکھہ دیتے ہین۔ تاکہ آپ پر جمعیتہ العلماء ہند کی چالاکی ظاہر ہو جاوے کہ اونہون نے قرآن کریم کے بتانے مین بہی کہان تک اختصار پر کام کیا ہے۔ سورۃ الانعام رکوع ۸ وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ

حَتّٰی یَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ترجمہ "اور جب کہ تو ان لوگون کو دیکھے کہ جو ہماری آیتون مین نکتہ چینیان کرتے ہین تو اون سے کنارہ کر جب تک کہ وہ کسی اور بات مین نہ لگین - اور جو تجھے کبھی شیطان فراموش کرا دے تو یاد آنے کے بعد ظالمون کے ساتھ نہ بیٹھہ "

کیا ساری آیت مین کہین انگریزون کا ذکر ہے ! یا اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ قوم انگریزی ظالم و دشمن دین ہے جن کے ساتھ نشست حرام ہے !

اب اس آیت کی تفسیر سُن لیجئے - تفسیر حقانی کی چوتھی جلد کے صفحہ ۸۲ مین یون لکھتے ہین کہ " مشرکین مکہ تکذیب کے سوا قرآن اور ارکان اسلام کے ساتھ تمسخر بھی کیا کرتے تھے - ایک احمق نے تمسخر کی کوئی بات کہی - دس بیس لڑکون نے اوس کے ساتھہ قہقہہ لگایا - اس سے مسلمانون کو جو اتفاقاً اون کی ان مجالس مین جا بیٹھتے تھے بڑا رنج ہوتا تھا - اور طبیعت مکدر ہوتی تھی - اس لئے حکم آیا کہ تم وہان نہ بیٹھو - وہان بیٹھہ کر اسلام کا اور مضحکہ اڑاتا ہے - اور جو بھولے سے بیٹھہ جاؤ تو جب یاد آجاوے وہان سے اوٹھہ کھڑے ہوا کرو " یہ ہے پوری آیت کی تفسیر -

متفقہ فتوے کی مفتیون کو یہ بات خوب معلوم تھی کہ اگر ہم پوری آیت مع تفسیر کے لکھہ دین تو ہمارا مطلب جو بدگمانی پھیلانے کا ہے وہ ہرگز حاصل نہ ہوگا - اس ہی لئے ایک ٹکڑے کو آیت کے پیش کر کے شرعاً حرام ثابت کر کے اسلام کا تمسخر اڑا رہے ہین - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر بھول کر ایسی مجلس مین بیٹھہ بھی جاؤ تو یاد آنے پر وہان سے اوٹھہ جاؤ - اس مین حرام کا کوئی ذکر نہین ہے -

اب ہم ناظرین سے پوچھتے ہین کہ قانونی کونسلون مین یا میونسپل بورڈون مین جو انتظام ملکی پر بحث مباحثہ ہوا کرتا ہے - وہان آیات قرآنی و کلام ربانی کا

مضحکہ اڑایا جاتا ہے!

جب سے قانونی کونسلین ہندوستان مین قایم ہوی ہین۔ کوئی نظیر ایسی ہم کو نہین ملی کہ جس مین آیات قرآنی کی انگریزون نے توہین کی ہو۔ اور مسلمان جمہور وہان خاموشی سے بیٹھے سنا کئے ہون۔ اگر ہے تو بتا دین۔ اور اگر جسے ذرہ بھر بھی قرآن پر ایمان ہو اسی آیت بلکہ اسی ٹکڑے کی رو سے مشرکین کی ساتھ جن کی شان مین یہ آیت نازل ہوی ہے ہرگز نہین بیٹھ سکتا ہے۔

متفقہ فتوے کے علاؤن نے تو مشرکین و آریہ کے ساتھ مل بیٹھنا کیسا اون کی پیشوائی اور رہنمائی کو تو شرعًا جایز قرار دیا ہے۔ اور انگریزی کونسلون کی نشست کو حرام ثابت کر رہے ہین۔ مشرکین و آریون کے کارنامے جو ہمارے قرآن پاک کے بارے مین آے دن جو تمسخر و مضحکہ اڑا رہے ہین علماؤن نے بھلا دیا۔ مگر حکومت کے ساتھ اظہار وفاداری و اطاعت شعاری کو بھی حرام بلکہ کبیرہ گناہ کہہ رہے ہین۔ اور اسلام کی خود توہین کر رہے ہین کہ ہمارا قرآن ایسی تاکید کرتا ہے کہ اپنے بادشاہ کی اطاعت و فرمابرداری مت کرو۔

اپنے مطلب کی آیتین ہر کوئی بھی نیچے اور اوپر کی چھٹ کر کے قرآن ہی سے ہر بات کو ثابت کر سکتا ہے کہ خدا نے ایسا فرمایا ہے! مگر ایسی دلایل بے موقع لانے سے قرآن کریم کا خود مضحکہ اڑانا ہے۔ کس جرات کے ساتھ مفتیان فتوے نے وفاداری اور اطاعت شعاری کو شرعًا حرام اور گناہ کبیرہ بتایا ہے۔

ان کی نسبت ہم اپنی جانب سے تو کچھ نہین کہہ سکتے ہین۔ مگر ایک جید عالم باعمل۔ فاضل بے بدل۔ مجدد مائتہ حاضرہ۔ مفتی وقت۔ اعلیحضرت عظیم البرکت مولانا مولوی الحاج محمد احمد رضا خان صاحب قادری الحنفی مد مجدکم کی رائے

تحریر کر دیتے ہین۔ جس کو آپ نے اپنے رسالہ " المحجۃ الموتمنہ فی آیۃ الممتحنہ " مین لکھا ہے۔ " احکام شرعیہ مین تغیر کا وقت نہ اب ہے نہ کبھی تہا نہ کبھی ہو۔ ہان خادمان گاندہی کے لئے نہ صرف کینچ تان بلکہ کلام الہٰی و احکام الہٰی کو یکسر کایا پلٹ کر کے فرضیت موالات کفارہ نبہانے کا وقت ہے " بلکہ کمال جسارت سے احکام الہیہ کا پلٹ کر کے قرآن و حدیث کی عمر بت پرستی پہ قربان کی " قرآن مین فَلَا تَقْعُدْ ہے۔ مفتیون نے وَلَا تَقْعُدْ لکھا ہے۔ یہ کیون! اگر اس حکم کے ساتھ ہی کوئی آیت بہی پیش کرتے تو ہم اوس کی توضیح کر دیتے تہے۔ مذکورۂ بالا آیت کے الفاظ مین تو یہ بات نہین پائی جاتی جس کی ہم نے تفسیر مین تشریح کر چکے ہین۔

قانون پیشہ کو اس لئے چہڑوایا جاتا ہے کہ وہ جہوٹ بولتے ہین وغیرہ وغیرہ۔ قانون پیشہ اصحاب تو قرآنی آیات کو نہین جہٹلاتے ہین۔ جس طرح کہ متفقہ فتوے کے مفتیون نے اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے دکہایا ہے۔ اول الذکر دنیا کے لئے جہوٹ کا سبق دیتے ہین تو آخر الذکر دین کے لئے اوسی طرح کا سبق دے رہے ہین! تو ہمارے نزدیک دونون برابر ہین۔

اور اپنی مزید تائید مین مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ کے فتوے سے بعض فقرات چن کر عین العلم و احیاء العلوم وغیرہ کا حوالہ دیتے ہوے اپنے نمبر ایک کا جواب ختم کرتے ہین۔

ہم ناظرین کی آگاہی کے لئے اس مسئلہ کو بہی شاہ صاحب دہلوی کے فتوے ہی سے حل کئے دیتے ہین۔ جن کو دیکہنا ہو فتاوائے شاہ صاحب رح دہلوی مین دیکہہ لین۔

(۳) گورنمنٹ ہند کی ملازمتین وغیرہ کیا حرام ہین!

سوال۔ ترک موالات مع الکفار کا کیا حکم ہے۔

جواب۔ بہ لحاظ دین دوستی کرنا اون کے سات حرام بلکہ کفر ہے۔ اما طبعی دوستی جس مین انسان کو مجبوری ہے جایز ہے۔ (دیکھو فتاواے عزیزیہ جلد اول۔ و فتاوائے مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی جلد دوم)

سوال۔ کفار اگر آپس مین جنگ و قتال شروع کرے اور اہل اسلام ایک طرف کی تائید کرے (جیساکہ گذشتہ جنگ مین ترکون نے جرمنی کی اور مسلمانان عالم نے گورنمنٹ برطانیہ و فرانس و روس وغیرہ کی کی تہی) یا اون کی نوکری کرے تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ مباح ہے۔ اور موت ان کی ایسی ہی ہوگی جیسے عوام کی موت جو اپنے بستر پہ مرتا ہے۔

گورنمنٹ سے کوئی خطاب یا عزت ملی ہو تو اوس کا رکہنا اس آیت سے حرام بتلاتے ہین۔ (سورۂ نساء ۱۹ رکوع) اَيَبْتَغُونَ عِندَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ؕ ترجمہ فتوے۔ یعنے۔ کیا لوگ کفار کے نزدیک عزت چاہتے ہین۔ حالانکہ کل عزت اللہ تعالے کے اختیار مین ہے۔ (د) خطاب یافتہ خواہ کتنا ہی روزہ نماز کا پابند ہو شدت علی المعاندین اس مین باقی نہین رہتی جو ایک دینی فرض ہے جیسا کہ گذرا۔

اصل آیت و ترجمہ معہ تفسیر۔ از تفسیر حقانی سورۂ نساء صفحہ ۲۶۲ ملاحظہ ہو۔ بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ؕ أَيَبْتَغُونَ عِندَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ؕ ترجمہ۔ خوشخبری سنا منافقون کو کہ اون کے لئے عذاب الیم ہے۔ اون کو کہ جو ایمان دارون کو چہوڑ کر

کافرون کو یار بناتے ہیں۔ کیا اون کے پاس عزت ڈھونڈھتے ہیں۔ پر عزت تو سب اللہ ہی کے پاس ہے۔

صاحبو! انصاف سے کہنا۔ مفتیانِ فتوے نے خطاب مین کوئی تخصیص تو نہین بتائی ہے۔ اس سے یہ سمجھ لو کہ خان صاحب سے لے کر لارڈ تک جتنے خطاب ہین سب اسی مین آ گئے۔ ہندوستان مین سینکڑون شمس العلماء بھی ہونگے۔ کیا اون سب کے روزہ۔ نماز وغیرہ بہ سبب نہ کرنے ترک خطاب کے قبول نہین ہوتے؟

مذکورۂ بالا آیت مین منافقین کی طرف بھی اشارہ ہے جو دنیا کے مقابلہ مین دین کی کچھہ پرواہ نہین کرتے۔ کبھی کرستان اور کبھی مسلمان وہ کفار و مشرکین کا جاہ وحشم دیکھکر ان مین ملتے اور ان کو اس لئے یار بناتے ہین کہ ہم کو عزت و شوکت حاصل ہو۔

مدینہ کے منافق ایسا کیا کرتے تھے یہود کے پاس جا کر اسلام سے نفرت اور اوس پر تمسخر کرتے تھے۔ جیسا کہ آجکل پیروان مشرکین کر رہے ہین

اس پوری آیت کا مطلب یہی ہے کہ منافقین کفار سے دوستی کر کے اون سے جاہ و عزت مت طلب کرو۔ عزت کا دینا خدا کے ہاتھہ ہے۔

اس آیت مین لفظ کافراً یا ہے نہ کہ لفظ نصاریٰ۔ اگر لفظ کافر کو لیا جائے تو کیا مشرک وہنود اس آیت سے علیحدہ ہو سکتے ہین؟ اگر خطاب یافتہ حکومت سے اپنی خدمات کے معاوضہ مین خطاب پائے ہین تو پیروانِ گاندھی یہ مشرکون کی مدد کر کے اور اون سے مدد لیکر امیدوار سوراج کے ہین جس وقت سوراجیہ حاصل ہوگا۔ یہ بھی بڑے بڑے عہدے۔ اور خطابات مشرکین وہنود کی جانب سے پائینگے۔ اور قرآن مجید پکارے ہوئے کہتا ہے کہ کل عزت اللہ کے اختیار مین

ہے - جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے ذلت - تو پھر ہماری کیا مجال ہے کہ اوس کی دی ہوی عزت کو چھوڑ دین - گر خدا کو منظور نہین تو ہم سے چھڑا لے سکتا ہے -

مگر اس آیت سے یہ ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ خطاب چھوڑ دو - البتہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ کفار دن سے عزت مت ڈہونڈو - حالات حاضرہ پر یہ آیت پوری طور سے پیروانِ گاندہی کے حسب حال ہے - جو اس وقت اہل کتاب سے تو موالات حرام - اور مشرکین سے مدد اور عزت تلاش کر رہے ہین -

گورنمنٹ کی جملہ ملازمتین مفتیون نے حرام بتایا ہے - خصوصًا پولیس اور فوجی ملازمت کو تو بدترین معصیت کہتے ہین - کیونکہ ان کو اپنے مسلمان بھائیون پر گولیان چلانی پڑتی ہین - جس کی سند مین اس آیت کو پیش کرتے ہین - وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۤؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِیْهَا الخ
ترجمہ - اور جو کوئی کسی مومن کو عمدًا قتل کرے تو اوس کی سزا جہنم ہے - جس مین وہ ہمیشہ رہے گا "

اس آیت سے تو یہ نہین پایا جاتا ہے کہ گورنمنٹ کی ملازمتین حرام ہین - کہین اس کا ذکر تک نہین ہے - نہ پولیس اور فوجی ملازمت کے لئے منع کیا گیا ہے آیت کا معنی تو فقط یہ ہے کہ جو کوئی کسی مومن کو عمدًا قتل کرے تو اوس کی سزا جہنم ہے - جو کوئی سے مراد کیا پولیس اور فوجی ملازمت لی جاتی ہے ؟ اور قتل عمد سے مراد لڑائی مین دور سے گولی کا مار کہا کر مرنا لیا جاتا ہے ؟

ہم اوپر فتاوائے عزیزیہ اور مولانا عبد الحی صاحب مرحوم لکھنوی سے ثابت کر چکے ہین کہ فوجی ملازمت درست ہے مگر موت اوس کی معمولی مرنے

والے کے مانند ہے۔ اگر وہ کسی جنگ مین مارا گیا تو شہید نہین کہلائیگا۔
اب ایک سوال تفسیر کبیر سے سناتے ہین۔
سوال۔ اگر انتظام ملکی یا حفظ مال کفار کے لئے کوئی مسلمان نوکری کرے تو جایز ہے یا نہین؟
جواب۔ مباح ہے۔ کیونکہ یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کے خزاین کی حفاظت کے لئے نوکری کی تھی۔
سوال۔ انتظام ملکی کے نوکرون کے سانہ ترک معاملات جایز ہے یا نہین؟
جواب۔ جایز نہین۔ کیونکہ یہ نوکری جایز ہے۔ اور مسلمان جو کام جایز کرے اور مرتکب فعل مباح کا ہو تو اوس سے ترک موالات کسی صورت سے جایز نہین۔

(۴) ولایتی مال کا استعمال اور اس کی ضرورت

مفتیان فتوے نے دشمنانِ اسلام (انگریزی قوم) سے خرید و فروخت کو ممنوع و ناجایز قرار دیا ہے۔ ذرا نیچے ان کا استعمال بقدر ضرورت جایز بھی بتایا ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ مفتیین نے اس کو بطور فتوے نہین لکھا ہے۔ مصالح و فتنہ کو مد نظر کرتے ہوئے زجراً موعظتاً یا مصلحتاً کچھ مطلب نکالا ہو۔ فتوے اور ہے زواجر اور ہین۔ فتوے مین ہر ایک بات پر قول مجتہد کا نقل کرنا ضروری ہے۔ یہان متفقہ فتوے مین اول سے آخر تک کسی مجتہد یا ائمہ اربعہ کا قول ہی نقل نہین ہے۔ جیسا کہ جناب فضایل مآب مجدد مائتہ حاضرہ مفتی دین متین حضرت مولانا مولوی الحاج محمد احمد رضا خان صاحب قادری بریلوی مدمجدہ کے فتوے

۲۵
۲۵
۲۵
۲۵

المجتة الموتمنہ فی آیات الممتحنہ مین درج ہے۔

اب ہم آپ سے دریافت کرتے ہین کہ کتنے مسلمانون نے شہر بنگلور مین۔ یا کُل ہندوستان مین متفقہ فتوے کے نمبر ۴ کی پابندی کر رہے ہین؟ موالات نصارےٰ مین شاید یہ باتین قصداً نظرانداز کر گئی ہون:۔

(۱) انگریزون کو اپنے بنگلے۔ مکانات۔ فرنیچر۔ موٹرین۔ گھوڑا گاڑیان کرایہ پر دے کر اوس کی آمدنی سے اپنا گذارا کرنا۔

(۲) دیگر ممنوعہ اشیاء کا معاملہ جو شرعًا بالاتفاق حرام دنا جایز ہے کتنے مسلمانون اور ہندوؤن نے حالات حاضرہ پر ترک موالات کی تحریک پر چھوڑ دیا ہے۔ ذرا ہم کو بتائین!

(۳) ولایتی کپڑے اور جرمنی و امریکہ کی بنی ہوی چیزین جو کرو ڑون روپیہ کی تعداد مین ہندوستان مین فروخت ہوتی ہین۔ کتنون نے اس تجارت سے کنارہ کشی اختیار کی؟

ترک موالات کے حامیون کا یہ فعل بھی کہ وہ بعض چیزون کا بائیکاٹ

نوکری کرنے سے سر دست روک ٹوک نہ کرنا۔ اور وقت کا انتظار کرنا کس طرح جایز ہو سکتا ہے۔ اور پھر عیسائیوں اور یہود سے تجارت کرنا کس طرح بقدر ضرورت جایز ہو سکتا ہے۔

کیا ترک موالات والی آیت میں تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا کا ذکر خاص طور پر نہیں کیا گیا؟ پھر اگر واقع میں یہ حکم شرعی ہے تو کیوں تجارت کو بند نہیں کیا گیا؟ کیوں طبی کالجوں کے طلباؤں کو بھی پڑھائی چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا جاتا؟ کیوں چوری وغیرہ جرائم کے موقع پر پولس کو اطلاع دیجاتی ہے؟ کیوں عدالت دیوانی میں لوگوں سے اپنا دین وصول کرنے کے لئے مقدمات پیش کئے جاتے ہیں؟ اور لوگ بلا اجرت اسیر بنتے ہیں۔ کیا قرآن کریم کی اون آیات میں جن کا حوالہ مفتیانِ ترکِ موالات نے دیا ہے کوئی حد بندی کیگئی ہے؟ یا ان آیتوں کے سوا اور کوئی آیات ہیں؟ جنہوں نے ان چیزوں سے فایدہ اوٹھانے کی اجازت دے رکھی ہو۔ یا فقط اون ہی چیزوں کی اجازت آچکی ہے جن کو کانگریس اور اوس کی ہم نوا مسلم لیگ نے ۳۰ کروڑ باشندگان ہند کا دعوے کرتے ہوے فقط ۲۰ ہزار آدمیوں کے مجمع میں اپنے رزولیوشنوں کو پاس کر دیا تھا۔ کیا اوس کے مقابلہ میں ہی اونہیں دنوں مدراس کے کانگریس و امراوتی کی تعلیمی جماعت نے اس کے برعکس اپنے رزولیوشنوں کو پاس نہیں کیا؟ جب تم ۳۰ کروڑ کی نیابت کرنے کا بیڑا اوٹھاتے ہو تو آخر یہ جماعتیں بھی تو کسی کی نمایندگی کرتے ہوں گے۔

اب مسلمانوں کو یہاں پر قرآن و حدیث سے کام لینا چاہئے یا کانگریس یا مسلم لیگ کے رزولیوشنوں پر عمل کرنا واجب ہے خود ذرا غور کرلیں۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ تم کانگریس اور مسلم لیگ کے رزولیوشنون پر عمل مت کرو۔ تمہیں اختیار ہے۔ مگر اس کو شرعی مسئلہ کے تحت مین لاکر عوام الناس کو کیون دہوکہ دیتے ہو۔

کیا مدعیانِ ترک موالات کے پاس اِن سب سوالون کا ایک ہی جواب نہین! چونکہ مسٹر گاندہی اور اون کے مسلمان شرکاؤن نے ایسا کہا ہے اس لئے ہم بہی اسی طرح کرتے ہین۔

جب قرآن پاک تم کو اپنے باپ داداؤن کی چال کو اگر وہ خلاف احکام الہی ہے تو چلنے سے منع فرمایا ہے تو گاندہی اور فلان کون ہین۔ کیا اسی پر دعوٰے اسلام کا کرتے ہو۔

ایسے رزولیوشنون کو احکام شریعت کے مطابق لانے کی کوشش کرنا اور آیاتِ قرآنیہ سے اس کا استدلال کرنا ایک خطرناک گناہ ہے۔ اور عوام کو قرآن وحدیث کے نام سے دہوکہ دے کر اسلام کا تمسخر اڑانا ہے۔

گورنمنٹ ہند یا انگریزون کے ساتہ تعلقات کا قایم رکہنا جن مین موالات و مودۃ کو کوئی دخل نہین اِن آیات قرآنیہ سے جایز ہے۔ قولہ تعالیٰ۔
وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ ترجمہ۔ بعض لوگون نے جو تم کو حرمت والی مسجد سے روکا تہا۔ یہ عداوت تم کو (اُن پر کسی طرح کی) زیادتی کرنے کی باعث نہ ہو اور نیکی و پرہیزگاری (کے کامون) مین ایک دوسرے کے مددگار ہوجاؤ۔ اور گناہ و زیادتی کے (کامون) مین ایک دوسرے کے مددگار نہ بنو۔

یہ اُس موقع پر نازل ہوی تہی جب کہ کفار و مشرکین مسلمانون کو فریضہ

مذہبی کے ادا کرنے سے روکتے تھے۔ طرح طرح کی سختیاں کرتے تھے۔ چاہئیے
تو یہ تھا کہ اُن کا جواب بھی ترکی بترکی دیا جاتا۔ لیکن خدائے کریم و رحیم
مسلمانوں کو اُن پر زیادتی کرنے سے باز رکھتا ہے۔ اور نصیحت فرماتا ہے کہ
کہیں اُن کی عداوت تم کو بھی زیادتی پر مجبور نہ کر دے۔

سورۃ مائدہ کے رکوع ۲ میں ارشاد فرماتا ہے کہ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ
شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ۔ ترجمہ
اور کسی قوم کی دشمنی سے انصاف کو ترک نہ کرو۔ انصاف کرو۔ کہ یہی تقوے
سے زیادہ قریب ہے۔

سورۃ حجر کے ۶ رکوع میں ارشاد فرمایا ہے۔ فَمَاۤ اَغْنٰی عَنْهُمْ
مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا
بَيْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ۔
ترجمہ۔ اور اپنی حفاظت کی جو تدبیریں کرتے تھے۔ اُن کے کچھ بھی کام نہ آئیں۔
اور ہم نے آسمان و زمین کو۔ اور جو کچھ آسمان و زمین میں ہے مصلحت ہی سے
بنایا ہے۔ اور قیامت ضرور آنے والی ہے تو کافروں کی شرارتوں سے عمدگی
کے ساتھ درگذر کرو۔

الغرض جملہ آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کفار و مشرکین وغیرہم کے
ساتھ عدل اور نرمی۔ نیز درگذر کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ اور زیادتی اور
حد سے تجاوز کر جانے کی سختی کے ساتھ ممانعت کر دی گئی ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ معاملات کی اُن سے کہاں اجازت دی گئی؟ اس کا
سرسری جواب تو یہ ہے کہ اس کی کہیں ممانعت ہی نہیں کی گئی۔ اور اصول
یہ ہے کہ جب شارع کسی امر میں خاموش ہو تو۔ اباحت کے پہلو کو ترجیح دیتے ہیں

با این ہمہ آیات الہیہ میں اہل کتاب کے ساتھ اکل و شرب اور شادی بیاہ کی عام اجازت ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ یہ دونوں باہمی معاشرت و معاملات کا اہم ترین جز نہیں ہیں؟

قرآن شریف میں آیا ہے۔ اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّھُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ اِذَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ۔ (سورۃ مائدۃ ع) ترجمہ۔ آج کے دن تمہارے لئے پاک چیزیں حلال ہوئیں۔ اور اہل کتاب کا کہانا بہی تمہیں حلال ہے۔ (بشرطیکہ اوس میں کوئی حرام شئی نہ ہو) اور تمہارا کہانا انہیں حلال ہے۔ اور حلال ہیں مسلمان پاکدامن عورتیں۔ اور اون لوگوں کی پارسا عورتیں کہ جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے۔ جبکہ اون کے مہر ادا کرو۔

آنحضرت صلعم کی زندگی سے استدلال

اس کے ثابت ہوجانے کے بعد کہ کلام مجید میں اہل کتاب کے ساتھ نرمی و عدل۔ اُن کے ساتھ اکل و شرب۔ اُن سے شادی بیاہ کرنے کی صراحتاً اجازت موجود ہے۔ اب دیکہنا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل ان کے ساتھ کیا تہا۔ اگر اللہ جل شانہ نے موالات میں معاملات کو بہی شامل کیا ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبہی اہل کتاب و مشرکین کے ساتھ معاملات نہ فرماتے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑہکر احکام الہی کا سمجہنے والا کون تہا۔

سب سے پہلے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ باہمی معاشرت میں لین دین۔ خرید و فروخت۔ عدل و انصاف۔ آمد و رفت۔ یا اسی قسم کے بہت سے کاروبار ہیں۔ جن کا شمار معاملات میں کیا جاتا ہے۔

احادیث کے تتبع و تلاش سے ایک ایک جزء کے متعلق معتد بہ معلومات حاصل ہوتے ہیں۔ اور حیرت ہے کہ جو لوگ ترک موالات و معاملات کو مذہبی حیثیت سے ثابت کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ ایسے صریح واقعات پر کیونکر پردہ ڈال سکتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ قیصر روم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دیبا کی پوستین ہدیہ بھیجا۔ آپؐ نے قبول فرما کر زیب تن فرمایا۔ پھر اُتار کر حضرت جعفر طیار رضؓ کو دیدی۔ دوسرے روز حضرت جعفر رضؓ اسی پوستین کو پہن کر دربار نبوت میں تشریف لائے۔ آپؐ نے دیکھ کر فرمایا کہ میں نے یہ پوستین تم کو تمہارے پہننے کے لئے نہیں دی ہے۔ حضرت جعفر طیار رضؓ نے فرمایا یا رسول اللہ پھر میں اس کو کیا کروں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اپنے بھائی نجاشی کو بھیج دو۔

مقوقس عزیز مصر کو جب دعوت اسلام دی گئی تو وہ اسلام نہیں لایا مگر دو لڑکیاں بطور ہدیہ آنحضرت صلعم کی خدمت میں بھیجی تھیں۔ اُن میں:-

ایک ماریہ قبطیہؓ تھیں۔ جو حرم نبویؐ میں داخل ہوئیں۔
دوسری۔ سیرین۔ تھیں۔ جو حضرت حسان رضؓ کے ملک میں آئیں۔
خچر کا نام۔ دلدل۔ تھا۔ جس کا ذکر اکثر حدیث کی کتابوں میں آتا ہے۔

عبداللہ الہوزنی رضؓ نے حضرت بلال رضؓ سے حلب میں پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخراجات کیونکر چلتے تھے۔ حضرت بلال رضؓ نے فرمایا کہ

میں آنحضرت صلعم کے لئے قرض چیزیں خرید اکرتا تہا - ایک مرتبہ مجھہ سے ایک مشرک نے کہا کہ اے بلال میرے پاس ہر قسم کا مال موجود ہے - تم مجھہ سے قرض لیا کرو - چنانچہ میں نے اس سے قرض لینا شروع کیا -

ایک دن میں وضو کرکے اذان کے لئے کہڑا ہی ہوا تہا کہ وہ مشرک تاجروں کی ایک جماعت کے ساتہ میرے سامنے آکر کہنے لگا کہ او حبشی ! میں نے جواب میں لبیک کہا - وہ نہایت ترش رو ہوکر بولا کہ تجھکو معلوم ہے کہ اب مہینہ ختم ہونے میں کتنا باقی ہے - میں نے کہا کہ تہوڑے دن باقی ہیں - اس نے کہا کہ چار روز ہیں - ان کے گذر جانے کے بعد میں تیرے تمام کپڑے اتار کر بکریاں چروا کر چھوڑ دوں گا -

میں اس کے کہنے سے بہت گہرایا - اور نماز عشا کے بعد آنحضرت صلعم کی خدمت اقدس میں باریاب ہوا - اس وقت آنحضرت حرم میں تشریف لیجا چکے تھے - میں نے عرض کی یارسول اللہ میں ایک مشرک کا قرضدار ہوں - اور اس نے ایسا ایسا کہا ہے -

اس وقت نہ حضور کے پاس کچھہ ہے - اور نہ میرے پاس کہ قرض سے پیچھا چھڑایا جائے - اس لئے بہتر یہ ہے کہ میں تا وقتیکہ خدا قرض نہ ادا کرا دے - یہاں سے کسی مسلمان قبیلے میں چلا جاؤں - اس کے بعد میں نے اپنے قیام گاہ پر آکر سامان سفر درست کیا - علی الصباح جیسے ہی میں نے چلنے کا قصد کیا تہا کہ دفعتہً ایک شخص دوڑتا ہوا آیا - اور کہا کہ بلال ! تم کو آنحضرت صلعم نے یاد فرمایا ہے -

میں اس کے ساتہ آنحضرت ؐ کی خدمت میں حاضر ہوا - آپ نے فرمایا کہ لو - خدا نے تمہارے قرض ادا کرنے کا سامان کر دیا ہے - یہ چار اونٹ

بازار لے جاؤ۔ اوران کو معہ اُس کے غلہ کے بیچ کر قرض ادا کردو۔

بخاری شریف مین ہے کہ :۔

ایک یہودی کا لڑکا آنحضرت ؐ کی خدمت کیا کرتا تہا۔ وہ بیمار ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اور اُس کو اسلام کی دعوت دی اُس لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا۔ باپ نے کہا کہ دیکھتے کیا ہو۔ آنحضرت ؐ کی اطاعت کرو۔ اُس نے اسلام قبول کیا۔ اور آنحضرت ؐ یہ فرماتے ہوے باہر نکل آئے۔ کہ خدا کا شکر ہے جس نے اس کو آگ سے بچا لیا۔ خلقِ محمدیؐ تو یہودی کی تیمارداری کی بہی اجازت دیتی ہے۔

ابن صفوان سے روایت ہے کہ جنگ حنین کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے والد صفوان سے کچھ سلاح عاریۃً طلب فرمائے۔ حضرت صفوانؓ نے کہا۔ کیا اسلحہ آپ غصباً لینا چاہتے یا عاریۃً۔ آپؐ نے فرمایا نہین۔ عاریۃً۔ یہ بعد مین واپس کردیئے جائینگے۔

حضرت صفوان رضؓ نے تیس یا چالیس زرہین عاریۃً دین۔ جنگ حنین کے بعد جب رسول اللہ ؐ نے زرہین واپس کین تو چند زرہین کم تہین۔ آپؐ نے تاوان دینے کا قصد کیا۔ حضرت صفوان رضؓ نے کہا کہ مین آپ سے تاوان نہ لونگا۔ کیونکہ آج اپنے قلب مین ایسی بات پاتا ہون جو قبل ازین نہ تہی۔ (یعنے نورِ ایمان)

یہ تمام واقعات ثابت کر رہے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیع بہجاؤ۔ لین دین۔ قرض دام۔ کہانے پینے۔ شادی و بیماری۔ رنج وراحت۔ ایک ایک چیز مین کفار و اہل کتاب کے ساتہ شرکت فرمائی ہے۔

بنو نضیر اور بنو قریظہ کے باہمی مقدمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

خدمت مین فیصلہ کے لئے لائے جاتے تہے۔ اور اس معاملہ مین آنحضرت صلعم اُن کی امداد فرماتے تہے۔ اگر ان باتون کا شمار معاملات مین نہین ہے تو پہر کس عنوان کے تحت مین ان کو داخل کیا جاسکتا ہے؟ اگر خداے برحق نے اولیاء کے نقطہ مین مودہ اور معاملت دونون کو شریک کیا ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طرز عمل - خاکم بدہن - صریح حکم خداوندی کی خلاف ورزی تہا۔ حالانکہ کوئی فرد اسلام اس کو سُننا تک پسند نہین کریگا۔

یہ تمام خرابیان اس لئے پیش آرہی ہین کہ موالات کے تحت مین مودہ ومعاملات دونون کو شامل کرلیا جاتا ہے۔ اگر موالات سے محض مودہ ومحبت مراد لی جائے اور معاملات کو اس سے الگ کرلیا جائے تو تمام منتشر کڑیان ایک دوسرے سے مل جائینگی۔ اور شریعت اسلام پر کسی قسم کا اعتراض واشکال واقع نہوگا امام فخرالدین رازی رح نے اپنی تفسیر کبیر مین موالات کی تصریح جو کی ہے کسی مزید توضیح کی محتاج نہین۔ جس سے صاف طور پر یہی پایا جاتا ہے کہ کفار سے معاملت ومعاشرت جایز ہے۔ اس بنا پر یہ شبہہ پیدا ہوا کہ ترک مودت سے کیا مراد ہے۔ جیسا کہ ہم اگلے صفحات مین متعدد جگہہ بتا چکے ہین۔ اور تفسیر کبیر مین ہی امام صاحب رح نے تصریح کردی ہے کہ صرف وہ محبت ومودت منع ہے جس مین کافرون کی مذہبی فواید کا ارادہ شامل ہو۔ اس کے علاوہ اور تعلقات کی شرعًا ممانعت نہین۔ امام صاحب رح نے صرف دو صورتون مین تعلقات کو منع فرمایا ہے:-

(۱) جہان یہ اندیشہ ہو کہ ان تعلقات سے اسلام کو ضرر پہونچیگا۔

(۲) یا مسلمانون کا رجحان کفار کے مذہب کی طرف ہوگا۔ اگر یہ نہ ہو تو دفع مضرت یا حصول منفعت کے لئے تعلقات کی اجازت ہے۔

لہذا اکابر علمائے کرام خدارا نہایت غور و بحث کے بعد ایک مفصل فتوے اور شایع فرمائین۔ جن مین تمام پہلوؤن کو مدنظر رکہا گیا ہو۔ تاکہ امت محمدی غلط فہمی مین مبتلا نہ ہو جائے۔ اور سیاسی ضروریات کی بنا پر احکام شرعی کی غلط تاویل سے دین مین رخنہ نہ پڑے۔

نصاریٰ و مشرکین مین فرق

سورۃ مائدۃ ۱۱ وین رکوع مین خداوند عزوجل یون فرماتا ہے:۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ط ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ط

(ترجمہ) تمام آدمیون سے زیادہ مسلمانون سے عداوت رکہنے والے آپ اِن یہود اور اِن مشرکین کو پاوینگے۔ اور اِن مین مسلمانون کے ساتہ دوستی رکہنے کے قریب اون لوگون کو پاؤگے جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہین۔ یہ اس سبب سے ہے کہ اِن مین بہت سے علم دوست عالم ہین۔ اور بہت سے تارکِ دنیا درویش ہین۔ اور اس سبب سے ہی یہ لوگ متکبر نہین ہین۔

اِس آیت کا شانِ نزول بہی سن لو۔ مکہ معظمہ مین جب مشرکون کے ہاتہ سے اہل اسلام پر نہایت سختی پہنچنی شروع ہوئی کہ کوئی دہوپ مین ڈال کر کوڑون سے پیٹا جاتا تہا۔ اور کسی کو قتل کیا جاتا تہا۔ اور کسی کو زخم لگائے جاتے تہے۔ کسی کا گوشت کاٹا جاتا تہا۔ یہان تک کہ عمار بن یاسر اور اون کے والدین کو عذاب دیا جارہا تہا۔ اتنے مین ابوجہل بہی وہان آنکلا جو مشرکون کا لیڈر رہتا۔ اس بدبخت نے سُمَیّہ والدہ عمار کی پیشاب گاہ مین نیزہ ایسا چلایا کہ وہ شہید ہوگئین

ایسی حالت مین ۸۲ مسلمان جن مین ۱۳ عورتین مع حضرت عمر رضہ وجعفر طیار رضہ
وغیرہ کے دریاے قلزم پار ہوکے ملکِ حبش مین ہجرت کر گئے۔ اوس ملک
کا بادشاہ اصحمہ نامی جس کا لقب نجاشی عیسائی تہا۔ جب یہ جماعت اوس
کے ملک مین پہونچی تو کفار قریش نے نجاشی کے لئے تحایف وہدایا دیکر عبد اللہ
بن ابی مشہور منافق۔ اور عمرو بن العاص کو بہیجا کہ یہ جماعت کا ایک نیا
مذہب ہے اور یہ لوگ مسیح کو خدا نہین بلکہ خدا کا بندہ کہتے ہین۔ انکو مقید
کرکے ہمارے پاس واپس بہیج دیجئے۔ تاکہ یہ آپ کے ملک مین شورش نہ برپا
کرین۔ اس مراسلہ کو دیکہہ کر نجاشی نے اپنے اراکین سلطنت وعلماء وفضلاء
کی ایک مجلس قایم کی۔ اور اس جماعت صحابہ کو بہی ان دونون ایلچیون کے
روبرو طلب کرکے مسلمانون سے پوچہا کہ تم مین سے اپنے نبی کا زیادہ
قرابت دار کون ہے۔ حضرت جعفر طیار رضہ نے فرمایا کہ مین ہون۔ نجاشی
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام حال دریافت کیا۔ اور مہاجرون پہ ظلم و
ستم کا برپا ہونا بہی معلوم کیا۔ اوس کے بعد پوچہا کہ تمہارے محمد پہ آسمان
سے کوئی کتاب بہی نازل ہوتی ہے؟ تب جعفر طیار رضہ نے سورۂ مریم پڑہنی
شروع کی۔ یہ پڑہتے جاتے تہے۔ نجاشی اور اوس کے ارکانِ دولت زار زار
کلام الٰہی سُن کر رِقت سے رونے جاتے تہے (از تفسیر حقانی)

اس آیت سے کیا یہ پایا نہین جاتا کہ عیسائی دوسری اقوام کی نسبت مسلمانون
سے سب سے زیادہ قریب ہین۔ جب وہ شرائط جن کے پائے جانے کی وجہ سے
جو پہلی آیت مین فتوے کے آچکے ہین۔ جس کی وجہ سے ہنود قابل موالات
سمجہے گئے ہین تو کیا اس آیت کی رو سے نصارے قابل معاملت نہ سمجہے جاینگے
اور ان سے ترک معاملت کرنا شرعی فتوے کے ماتحت کیون کر درست ہو

جایز ہو سکتا ہے ۔

عقاید گاندہویہ کے مقلدین کے نزدیک ہندو تو ہادیانِ اسلام ہین ۔ آیتین صرف نصارٰے ہی کے بارے مین نازل ہوے ہین وہ بہی فقط انگریزون ہی کے لیئے ۔ اور انگریز بہی کل تک ان کے مورد نہ تہے ۔ حالات حاضرہ سے ہوے ایسی ترمیم شریعت وتغیر احکام وتبدیل اسلام کا نام خیر خواہی اسلام اور فدائی قوم وخلافت رکہا گیا ہے ۔

خواہ عالم ہو یا فاضل کوئی بہی ہو اپنے مطلب براری کے غرض سے کلام الہٰی یا اوس کے معنے مین تغیر وتبدل کرے گا تو آخر کسی نہ کسی جگہہ اوسی کی تحریر اوس کو نادم کردے گی ۔

ہمارے پاس مولانا محمود الحسن صاحب مرحوم کا ایک فتوے وانمباڑی سے آیا ہے ۔ جس کے صفحہ ۹ پر جو عبارت درج ہے ملاحظہ ہو ۔

پہلے مولانا نے ترکِ موالات نصارٰے پر بہت زور دے کر بعد مین یون تحریر فرماتے ہین :۔

" پس اے میرے عزیزو ۔ تم اللہ پہ بہروسہ کرکے اور اس کی رسّی کو مضبوط تہام کر اپنے عزم پہ قایم رہو ۔ اور موالاتِ نصارٰی ترک کرو ۔ (مسلمان ہمیشہ ہی سے ترک موالات بالکفار ہین ۔ موالات بالکفار قطعی حرام ہے) اور اپنی استطاعت کے موافق جو خدمت گذاری اسلام اور اہل اسلام کی کرسکتے ہو اس سے دریغ نہ کرو کہ اب وقت دریغ کا نہین ہے ۔

حسن اتفاق سے اس وقت ہندوستان کی سب سے بڑی کثیر التعداد قوم (ہنود) کا مطمح نظر بہی تمہاری ہمدردی اور واقعات پنجاب اور خواہش سیلف گورنمنٹ کی وجہ سے ترک موالات مع النصارٰے ہے اور ابہی حال مین

سنا گیا ہے۔ کہ سکھ لیگ نے بھی فیصلہ کر لیا ہے۔ اس موقعہ کو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ تم اپنی نظر فقط خدا پر رکھو۔ تمہارا دوست اور مددگار صرف وہی ہے۔ البتہ جو قومیں تمہارے اس پاک مقصد میں خود بخود شریک ہوجاویں یا تمہاری تائید اور غمخواری کریں۔ ان سے تم بھی مصالحت کرو اور رواداری کا برتاؤ کرو اور سیرت واقساط و مروت اور حسن سلوک سے پیش آو۔

قرآن حکیم میں ہے :۔

لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اللہ ان لوگوں کے متعلق جو دین کے معاملہ میں تم سے نہیں لڑے اور نہ انہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اس سے منع نہیں کرتا کہ تم ان کے ساتھ بھلائی اور منصفانہ سلوک کرو بلاشبہ اللہ انصاف کرنے والوں کو چاہتا ہے ۔۔

اس موقعہ پر اس قدر تنبیہ ضروری ہے کہ ہندو اور مسلمانوں کے اُن تعلقات کا اثر یہ نہ ہونا چاہیئے کہ مسلمان اپنے کسی مذہبی حکم کو بدل ڈالیں یا شعائر کفر و شرک (وہ چالیس غیر شرعی امور ملاحظہ ہوں جن کا ذکر کسی اور جگہ کیا گیا ہے) کو اختیار کرنے لگیں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو نیکی برباد گناہ لازم کی مثل اپنے اوپر منطبق کرینگے۔"

"بالکل آخر میں مجھے یہ کہہ دینا بھی ضروری ہے کہ تحریک ترک موالات (تحریک موالات ہی مسلمانوں سے کرنا عبث ہے۔ ہر مسلمان مذہباً موالات بالکفار کا پابند ہے) کا موجودہ حالات میں کامیاب بنانا صرف اس پر منحصر ہے کہ کوئی حرکت ہماری طرف سے ایسی نہ ہونی چاہیئے جو نقص امن یا سنگ دماغ

کی موجب ہو - اور یہی نصیحت اس ملک کے تمام سربرآوردہ دانشمندون نے
کی ہے ورنہ فائدہ کی جگہہ نقصان کا اندیشہ ہے -

مسلمانون سے اپیل اور کہلی مسلمانی چھٹی مولوی عبدالباری صاحب فرنگی محلی اور عبدالماجد صاحب بدایونی اور مسٹر عبدالودود صاحب بریلوی کے لئے

(اقتباس ازالفقیہ امرتسر مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۲۱ء)

(۱) جو واقعات کہ اشتہار مین لکہے گئے ہین خواہ وہ کیسے ہی ہون مگر اس قدر مین توشک نہین کہ ایک بڑی اسلامی سلطنت کو نقصان شدید پہنچا - کیا کوئی مسلمان اس پر خوش ہوسکتا ہے کسی اسلامی دماغ مین مسلمانون سے یہ سوال کرنا کہ کیا تم خوش ہوے یا رنجیدہ عبث ہے - مگر وہ حضرات کہ مشرکین کو اپنے امام اور رہبران دین بنا چکے اور آیات واحادیث کو تمام عمر بت پرستی پر لٹا چکے اون سے یہ سوال عجب نہین !!

(۲) سیدالشہدا و سیدنا امام حسین واہل بیت کرام رضؓ پر جو سخت مظالم میدان کربلا مین گذرے کیا صحابہ واہل بیت علیہم الرضوان اوس وقت ملک مین ایسے بے معنی غل شور مچاتے پہرے ؟ کیا کوئی شہادت کمیٹی قایم کی ؟ کیا اوس مین گمراہون - بے دینون اور مشرکون کو صدر مجالس بنایا تہا ؟ کیا ساکنان حجاز ویمن وشام وغیرہ قلمرو یزید سے ہجرت کرکے کابل چلے گئے تہے ؟ کیا اپنی قوت بڑہانے کو صحابہ واہل بیت کرام رضؓ نے مشرکون یا کافرون کے دامن مین چہپے تہے ؟ اون کی خوشی کے لئے کوئی شعار اسلام بند کیا تہا ؟ قشقے کا وہان رواج نو نہ تہا مگر زنار تو تہے - کتنے مسلمانون نے جنیو پہنا - کونسے کافر کو اپنا

امام اور رہبر بنایا؟ قرآن وحدیث کی کتنی عمر کفر پہ نچہاور کی؟ کون سے معبد کفار کو مقدس علامت ٹہرایا؟ مسلم و کافر کا امتیاز اوٹہانے کو کونسا نیا مذہب بنایا؟ کس کافر یا مشرک کو مساجد طیبہ مین منبر پہ چڑہا کر واعظ مسلمین بنایا؟ کس کافر یا مشرک کی ٹکٹی (یعنے ہندوؤن کا جنازہ) (یا ارتہی) اوٹہائی؟ اوس کی نماز جنازہ پڑہی۔ اوس کے لئے دعاء مغفرت کی؟ کس کافر یا مشرک کی جئے پکاری؟ اوس کے بہر مقدم مین ایڈریس دئے؟ اوس کی حمد کے غلغلے کئے؟ (ہندوؤن اور گوماتا کی جے پکارے؟ قربانی کی گائے کو پہولون کے ہار پہنا کر باجے گاجے کے سانہ گوشالہ تک پہونچایا؟ اور کس مشرک کا نام خطبۂ جمعہ مین مقدس ذات ستودہ صفات کے تعریفی الفاظ سے جیساکہ ناگپور خلافت کمپ مین اردو مین خطبۂ جمعہ پڑہتے ہوے لیا تہا؟ اور حاضرین مین بہت سے مولوی خاموش بیٹھے رہے۔ جریدۂ روزگار ۱۸ فروری) یا اوس کی گاڑی کہینچی؟ مسلمانون سے ۳۵ لاکہہ لوٹ کہسوٹ کر یوروپ و شام مین مزے اڑائے؟ فضایل کثیر اہل بیت وصحابہ رض کے اس مین سے کچہہ نہ پایا۔ اور جو کچہہ اونہون نے کیا وہی بقدر استطاعت ہمارے علمائے اہل سنت نے کیا اور کر رہے ہین"

(۳) "کیا گرامی حضرات اس ضرب المثل کی اجازت دین گے یا غلطی پر اطلاع بخشین گے کہ جاڑا آیا گیدڑ رات بہر چلائیے۔ اوس جنگل مین چند مقبولان خدا بہی مشغول یاد خدا تہے۔ گیدڑون نے اون کی آواز اپنی سی نہ سنی۔ صبح گیدڑون مین سے کسی نے اون سے پوچہا کہ کیا آپ لوگ جاڑے سے متاثر نہین ہوتے۔ فرمایا ہوتے ہین۔ کہا پہر چلاتے کیون نہین؟ فرمایا تمہارے شور و غل نے جاڑے کا کیا بگاڑ لیا"

(۴) "دریا طغیانی پر ہے۔ کچہہ لوگ ڈوب رہے ہین اون کو بچانا ضروری

فرض ہے مگر کن پر؟ قومی تیراکون پر! جو تیرنا نہین جانتے اون پر شرع ہرگز لازم نہین کرتی کہ اونہین بچانے کو دریا مین کود پڑو کہ وہ تو بچ نہ سکین اور تم ڈوب جاؤ۔ اس پر غل مچانے والا کہ اونہین ہمدردی نہین کیا۔ اون ڈوبتون کا خیرخواہ ہے یا اِن بچے ہوؤن کا بدخواہ ؟

(۵) "مسئلہ موالات پر علمائے اہل سنت ہمیشہ سے روشنی ڈال رہے ہین۔ دفترکے دفتر شایع فرما چکے ہین۔ انہون نے تو آج سیکھی وہ بہی آدہی بلکہ اوندہی۔ نصارےٰ سے تو موالات درکنار۔ معاملت بہی حرام اور مشرکون کی موالات بالائے طاق اور غلامی اور بندگی فرض!"

"اسی پارٹی کے نیچری تہے جنہون نے موالات نصارےٰ کو اس حد تک پہنچایا۔ کہ اپنے پیروؤن کو دین سے آزاد نیم نصرانی جنٹلمین بنادیا۔ کیا اوس وقت علمائے اہل سنت نے اون کی مخالفت نہ کی؟ کیا اونہین کافر نہ کہا؟ کیا اوس کے فتوے نہ چہاپے؟ کیا فتاوے حرمین وغیرہ گم ہوجاوینگے

پہر اوسی پارٹی کے ندوی تہے کہ مرتدون سے موالات چاہی۔ کیا علمائے اہل سنت نے اوس وقت اون کی مخالفت نہ کی؟ کیا اون کو گمراہ و بددین نہ کہا؟ کیا پچاس سے زاید کتابین نہ چہاپین؟ کیا فتاوے السنہ و فتاوے القدوہ وغیرہ نہ رہے؟

"اب پس یہی پس روانِ گاندہی ہین کہ مشرکون سے اتحاد کیا۔ اون کی غلامی اور انقیاد فرض کہہ رہے ہین۔ اب بہی علمائے اہل سنت ہی نے اس پر ان کی مخالفت کی اور انہین جو کہنا تہا کہا۔ پہر مسئلہ موالات کا ان سے سوال کیسا تجاہل عارفانہ بلکہ دانستہ اپنے آپ کو دیوانہ بنانا ہے"

"آپ حضرات نے قرآن و حدیث کی تمام عمر بت پرستی پر نثار نہ کی۔ کیا صاف

نہ کہا کہ اگر اپنے بہائی ہندوؤن کو راضی کر لوگے تو خدا کو راضی کر لوگے" (نعوذ باللہ منہا)" کیا یہ نہ کہا کہ نبوت ختم نہ ہوتی تو گاندہی جی نبی ہوتے" (لاحول ولاقوۃ الا باللہ) "کیا مشرکون سے بخوشی قشقے نہ لگوائے؟ کیا مشرکون کو مسجد مین لے جا کر مسلمانون سے اونچا کہڑا کر کے اون کو واعظ نہ بنایا؟ کیا مشرکون کی خوشی کے لئے شعار اسلام بند کرنے کی کوششین نہ کین؟ کیا جن خونخوار ہندوؤن نے گائے کے پیچہے مسلمانون کو ذبح کیا۔ پہونکا۔ جلایا۔ اتحاد ہنود منانے کے لئے اون کی معافی کا رزولیوشن پاس نہ کیا؟" کیا بہار کا ہندو مسلمانون کا جہگڑا اور مساجد کی توہین جو ہندوؤن نے کی اس قدر جلد بہول گئے؟ کٹارپور۔ شاہ آباد۔ نلور کا فساد بہی محو ہو گیا؟)" اون کی رہائی کے لئے درخواست نہ دی؟ اللہ اکبر۔ چند روپیون کی گائے کا خون اتنا گران اور بے گناہ مسلمانون کا خون اس قدر ارزان؟ کیا اپنے اوس دین مین جسے مدار ایمان کہہ رہے ہو۔ مشرک کو اپنا امام و ہادی نہ بنایا؟ کیا مشرک کی ارتہی (یعنے جنازہ) اوٹہانا مشرکون کی جے بولنا" (بندے ماترم کے ساتہ اللہ اکبر کے نعرے مارنا) "یا کسی مشرک کے ارتہی کو لے کر مرگہٹ تک لے جانا؟ مساجد کو اوس کا ماتم گاہ بنانا۔ اوس کے لئے دعائے مغفرت و نماز جنازہ کرنا کرانا" (دفعہ ترک موالات مین شاید مشرک کا جنازہ پڑہنا اور اوس کے ارتہی کے ساتہ کندہا دیکر جانا واجب ہوگا۔ مگر مسلمانون کے جنازہ کے ساتہ جو ترک تعلقات کا حامی نہ ہو اوس پر اور اوس کے متعلقین پر نماز جنازہ پڑہنا حرام ہے) "وغیرہ افعال شنیعہ جن کے استفتاء متعدد بلاد سے آئے؟ کیا سوا تیرہ سو برس سے ہوئے تہے؟ کیا یہ تمام باتین افعال واقوال کفر و ضلال اوسی اتحاد

وواد کے نتایج نہین ہین ؟ کیا آپ حضرات نے اس پر کبھی نوٹس لیا ؟ اپنی ہی لگائی ہوی آگ بجہانے کے لئے کبھی گرما گرم جلسے کئے۔ دہواں دہار رزولیوشن پاس ہوسے - غرض یہ اسلام کو کند چھری سے ذبح کرین اور مسلم اور علماے اہل سنت اِن ضلالتون سے بچانا چاہین تو اون کو نصارےٰ کے طرف دار و (قومی مجرم) کہین "؟

(۷) " یہ بہولا پن ہی عجیب ہے کہ اس سے قطع نظر کیجئے کہ یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہین اس کا واسطہ اسلام سے کہان تک ہے - ان کا ہر ہر لفظ اور ہر ہر قدم کتنے ہزار کفریات پر مشتمل ہے - سبحان اللہ جب اسلام اور کفر ہی ساقط النظر ہے تو پہر رہ کیا گیا جس کی فکر ہے "

(۸) "مشرکون کے ساتہ مرتدون کی موالات اور اون کی تعلیم مین مغالات بہی ہو رہی ہین یہان تک کہ وہ صاحب جنہون نے پرچہ نظام الملک مرادآباد مین صاف لکہہ دیا کہ اون کا خدا ظالم ! جاہل !! چور !!! شرابی !!!! سب کچھ ہوسکتا ہے اور اون کے پیرو اوستاد نے صراحۃً وقوع کذب الٰہی مان لیا کہ ہان خدا جہوٹا ہے - کیا کوئی مسلمان ایسون سے میل رکہہ سکتا ہے "؟ (ہرگز نہین) اس گروہ کے سرتاج کے پایۂ تخت کے نیچے جو اہالی وموالی جمع ہین یا تو اون گالیون سے ناواقف ہین جو اونہون نے اور اون کے اوستاد وپیر نے اللہ ورسولؐ کو دین یا خود منہم ہین علمائے اہل سنت کو بہی اس مین دعوت دیتے خدا کا خوف نہ تہا بندون کی تو شرم کرتے "

(۹) "یہان سے کہنا کیا مولوی حضرت عبدالقادر صاحب بدایونی وجناب مولوی عبدالوہاب صاحب لکہنوی اسی دین پر دنیا سے گئے ؟ کیا اون کے یہی اقوال وافعال تہے ؟ یا وہ ایسون کو گمراہ و بے دین جانتے تہے "؟ -

(۱۰) کفر و کفار سب بجہنم ہر ایک اپنی قبر مین جائے گا (یا مرگھٹ مین جلایا جائے گا) یہ تو فرمایئے کہ اسلام ذبح کر کے دین بچہا ور کر کے غریب مسلمانون کے ۳۵ لاکھہ روپئے سیر و سیاحت ولہو و عیش و آرام مین لٹا کر اسلام کو یہ نفع پہونچایا"

یہان پر ہم ناظرین کی ظرافت طبع کے لئے چند اشعار مطبوعہ علی گڈہ انسٹیٹیوٹ پریس کے لکہے ہین جو بصورت پمفلٹ شایع ہو چکے ہین ۔ ~

جو آجکل ہین خلافت کے نام پہ قربان
مطیع ان کے ہین ایسے ہزار ہا نادان
جما ہوا ہے یہ سکہ اب انکی ساکھون کا
ہزارون لاکھون خلافت کے نام سے لیکر
جو پا پیادہ پہرا کرتے تہے ادہر سے ادہر
نہ بیکسون سے غرض ہے نہ کچہہ یتیمون سے
عوض مین اسکے کہ وہ کچہہ حساب سمجہاتے
نہ جہینپتے ہین نہ دیتے ہین کچہہ نہ شرماتے
خود اپنی قوم سے پہیرے ہوئے نگاہون کو
ملا جو قوم کو سرمایہ عیش و راحت کو
گئے خوشی سے وہ انگلینڈ کی سیاحت کو
مصارف اونکے ہوا ہانہ جب پچاس ہزار

حصول زر کے لئے ہے وسیع یہ میدان
کہ آدمی کی پرکہہ جن کو ہے نہ کچہہ پہچان
کہ خرچ خانہ بدوشون کا ہی لاکہون کا
مزے سے کرتے ہین بنگلون مین کو ٹہیون مین بسر
اڑائے پہرتے ہین وہ موٹرون کو اب فرفر
فقط ہین بزم مین لفاظیان ندیمون سے
مطالبات کو سنکر ہین اور غراتے
کسی کو مونڈ رہے ہین کسی کو بہکاتے
مٹا رہے ہین جفا کار درس گاہون کو
براے نام چلے خدمت خلافت کو
قدم اوٹہے نہ مگر کعبہ کی زیارت کو
تو خاک پائین گے پہر اپنی قوم کے حقدار

"ملک ترکی کا فلان حصہ چہڑا لیا ایسا ہو تو بتائین ؟ اور دوسرون پر منہہ آئین ۔

کہ ہم نے تو صیح چلاکر دین گنواکر انگل بھر چھڑا بھی لی اور تم نے کیا کیا ؟

(۱۱) قرآن کریم کا یہ ارشاد ۔ وَلَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ط (ترجمہ) جسے اللہ اور قیامت پر ایمان ہے وہ اللہ اور رسول کے کسی مخالف سے دوستی نہ کرے گا ۔ اگرچہ اوس کا باپ ہو یا بیٹا یا بھائی یا عزیز ۔ (ایمان سے کہنا) "کیا یہ آیت کریمہ خاص نصاریٰ کے بارے مین نازل ہوئی ہے" ! (یا اس کا اطلاق ہر ایک کفار و مرتد و ملحد و زندیق و فاسق و فاجر و بدعتی یا مشرک سب پر ہو سکتا ہے یا نہیں ؟) کیا ہنود اللہ و رسول کے مخالف نہیں ؟ یا آیت مین اون کا استثناء ہے ؟ جب کچھ نہیں تو ان تینوں فرقوں سے آجکل گہرا وداد و گاڑہا اتحاد منا رہے ہین ۔ کیا قرآن سچا نہیں ہے ؟ یا انہیں اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں ؟"۔

(۱۲) "قرآن کریم کا ارشاد ہے ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً سے اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ط تک" (ترجمہ) اے ایمان والو اپنے سوا کسی کو صاحب خصوصیت مت بناؤ کیونکہ وہ لوگ تمہارے ساتھ فساد کرنے مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہیں رکھتے ۔ تمہاری مضرت کی تمنا رکھتے ہین ۔ واقعی بغض اون کے منہہ سے بے اختیار ظاہر ہو جاتا ہے اور جس قدر اون کے دلوں مین ہے وہ تو بہت کچھ ہے ۔ چنانچہ ہم علامات عداوت کے تمہارے سامنے ظاہر کر چکے اگر تم عقل رکھتے ہو" (اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کسی غیر مسلم کو اس طرح کا دوست بنانا جس سے وہ ہمراز و صلاح کار اور مشیر بن سکے مسلمانوں کو منع ہے چنانچہ روح المعانی مین حضرت حسن رضہ کا تائید کرنا ایک حدیث کی بروایت بیہقی

مشرکین کو ہمراز بنانے کی ممانعت بین آئی ہے۔ اسی آیت سے منقول ہے اور تفسیر کبیر بین حضرت عمر رضہ کا انکار فرمانا ایک نصرانی کو منشی بنانے سے اسی آیت کی بنا پر مذکور ہے۔ شان نزول اس آیت کریمہ کا یہ ہے کہ بعض صحابہ بدستور سابق یہود سے رشتہ داری اور ہمسائیگی کی وجہ سے میل جول رکھتے تہے اور انہین اپنا رازدار سمجہتے تہے تو اون کو اس سے منع کرنے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی۔ سورۂ آل عمران رکوع ۱۱ (از لباب المنقول) جب یہود و نصارےٰ کو اپنا رازدار بنانے کی ممانعت آچکی ہے تو مشرکین و ہنود سے کیسے تمدنی اتحاد و استعانت دینی مقصود کے حصول کے لئے کیونکر شرعًا جایز ہوسکتا ہے؟ جس کے جواز بین جمعیۃ العلماء ہند نے سورۂ ممتحنہ کی اوس آیت کو پیش کیا ہے۔ جس کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہین۔ جس بین خدا تعالیٰ اون کفار کے ساتہ بہلائی اور انصاف کرنے سے منع نہین کرتا۔ جنہون نے تم کو تمہارے گہرون سے نہین نکالا نہ تم سے مذہبی جنگ کی۔ اور آنحضرت صلعم کا غزوات خیبر و حنین بین یہودیون اور مشرکون سے مدد لینا بیان کرکے اپنی گانڈہیزم کی تائید کررہے ہین۔ آگے چل کر ہم ثابت کردینگے کہ وہ بات اور تہی اور یہ موجودہ شورش اور ہے۔ جمعیۃ العلماء ہند نے اگر اس آیت کا شان نزول ہی لکہہ دیا ہوتا جس کی رو سے مشرکین و ہنود سے تمدنی اتحاد و استعانت یعنی شرعًا واجب بتایا ہے۔ ہم ناظرین کی آگاہی کے لئے شان نزول ہی اوس آیت کا یہان لکہہ دیتے ہین:۔

لَا یَنْھٰکُمُ الخ۔ مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضہ کی بیوی قتیلہ جو ابہی مشرکہ تہی اور حضرت صدیق اکبر رضہ اسے پہلے ہی طلاق دے چکے تہے ایک مرتبہ کچہہ تحفہ تحایف لیکر اپنی بیٹی اسماء بنت ابی بکر رضہ کے پاس آئی۔ حضرت اسماء نے اپنی بہن حضرت عایشہ صدیقہ رضہ کے پاس کہلا بہیجا کہ حضرت رسول خدا صلعم سے مسئلہ دریافت

کروکہ مشرکہ کا تحفہ قبول کرنا جایز ہے یا نہین ؟ اور مجھکو مشرکہ ماں کے ساتھ کسی قسم کا سلوک کرنا درست ہے! منع - اوس وقت یہ آیت نازل ہوی کہ جو تم سے لڑے نہین اور نہ تم کو اونہون نے جلاوطن کیا اور نہ جلاوطن کرنے پر تمہارے مخالفون کی مدد کی اون کے ساتھ قرابت داری کے باعث کچھہ سلوک کردینے مین مضایقہ نہین!

ابن عباس رضہ کہتے ہین کہ قبیلۂ بنی خزاعہ کے بارے مین یہ آیت نازل ہوی جنہون نے آنحضرتؐ سے عہد کرلیا تہا کہ ہم آپ پر چڑہائی نہ کرینگے۔ نہ آپ کے برخلاف کسی کو مدد دین گے خیر کوئی واقع ہو۔ (تفسیر حقانی صفحہ ۸۱)

"اب اس معاملہ مین مدعیان ترک موالات نے تو مشرکین کا دامن پکڑا ہے اور اون سے خیرخواہی کی امید رکہی ہے (ایمان سے کہنا) اب یہ سچے ہین یا قرآن سچا کہ وہ (یعنے مشرکین یا غیرمسلم) تمہاری بدخواہی مین ہرگز کوتاہی نہ کرین گے پہر اون کا دامن تہامنا قرآن کریم کی تکذیب ہے یا نہین۔ بینوا وتوجروا۔" (یہ آیت کریمہ نے جیساکہ ہم اوپر لکھہ آئے ہین متفقہ فتوے جمعیتہ العلماء ہند کے نمبر ۵ اور ۶ کی تکذیب کرادی ہے) "بدنصیبی اوس ناواقف کی جو خود تیر نہ سکے اور گائی کی پیٹھہ چھوڑ کر بہیسے کی دم کا سہارا لے۔ بہینسا اوسے دہوکا دیگا۔ اور یقیناً گہرے پانی مین ڈبو کر رہیگا۔

(۱۴) مسلمانون ہم تم کو قرآن کریم کی تصدیق دکہاتے ہین اور بتاتے ہین کہ اس موجودہ شورش کا اصلی مدعا اور اندرونی راز ہندوؤن کا کیا ہے۔

سنو غور سے سنو! دشمن اپنے دشمن کے لئے تین باتین چاہتا ہے :-

اول - اپنے دشمن کی موت جس مین جھگڑا ہی ختم ہو۔

دوم - یہ نہ ہو تو اوس کی جلاوطنی کہ وہ اپنے پاس نہ رہے اور اپنے ملک سے صورت کالی کرے۔

سوم - اگر یہ بہی نہ ہو سکے تو اخیر درجہ اوس کو عاجز و ناچار بناکر چہوڑ دے"۔ ہمارے دشمنون نے ہم پر یہ تینون مدارج طے کر دئے" اوران دشمنانِ دین اور پیروانِ مشرکین کی آنکہین ابہی نہین کہلتی ہین بلکہ اون کی نصیحتون کو اپنی خیر خواہی سمجہتے ہین - ملاؤن کے فتوے شایع کرواکر عوام کو مغالطہ مین ڈال رہے ہین کہ اس مین اس قدر علماؤن کی دستخطین ہین دیکہہ لو -

کیا تم بہول گئے اور لکہنو کے اون اشتہارات کو دل سے بہلا دئے - جس مین جہاد کے اشارے ہوے - اس کا کہلا نتیجہ ہندوستان سے مسلمانون کا فنا ہونا اور اپنے آبا و اجداد کے ملک سے اپنی بی بیون - بہو بیٹیون کو بیوہ بناکر دشمنان دین کے حوالے کرکے عاقبت کی طرف جانا تہا - (۲) جب اس سے بہی مایوسی ہوی تو یارون نے ہجرت کا ہڑا دیا کہ کسی طرح یہ دفع ہون - اور یہ سارا ملک ہماری کبڈیان کہیلنے کو رہ جائے - اور یہ مسلمان اپنی جایدادین کوڑیون کے مول بیچ کر یا یون ہی چہوڑکر ہندوستان سے چلے جائین - بہرحال اون کے املاک - اون کے مساجد و مزارات اولیاء ہماری پائمالی کو رہ جائین - اور ہم اپنے اصلی مطلب کے راز کو حاصل کر لین گے -

(۳) جب اس بازی مین بہی وہ ہار گئے اور اون کا مقصد دلی جیساکہ وہ چاہتے تہے بر نہ آیا تو" ترک موالات کا جہوٹا حیلہ کرکے ترک تعلقات پر ا وبہار رہے ہین کہ میان نوکریان چہوڑ دو - کسی کونسل کے ممبر نہ بنو - کسی کمیٹی مین داخل نہ ہو - سرکار کو مال گذاری یعنے ٹیکس وغیرہ نہ دو - خطابات واپس کردو" امر آخر تو صرف اس لئے ہے کہ ظاہری نام کا دنیوی اعزاز بہی کسی مسلمان کے پاس نہ رہے - اور پہلی تین باتین اس لئے بتائی گئین کہ جب مسلمان اون کے چکمے مین آکر نوکریان اور کونسلون مین جانا چہوڑ دین گے تو

"ہر صیغہ اور ہر محکمہ میں صرف ہنود ہی ہنود رہ جائیں گے!

اس وقت کسی محکمہ یا کونسل میں۔ یا کسی کمیٹی یا مجلس ہی مین دیکھہ لو جہان ہنود کا غلبہ رہتا ہے وہان حقوق اسلام پر جو گذرتی ہے اظہر من الشمس ہے۔ جب تنہا وہی رہ جاوینگے تو اوس وقت کا اندازہ تم خود ہی اپنے گریبان مین منہہ ڈال کر دیکھہ لو۔

مال گذاری یا ٹیکس وغیرہ کے نہ دینے پر کیا گورنمنٹ خاموش رہے گی؟ ہرگز نہیں! اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ضبطیان ہون گی۔ اور تمہاری املاک جائیدادین نیلام ہون گی۔ اوس وقت ہندو بخوشی خریدین گے! نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمان عاجز و ناچار ہوکر قلی مزدوری کرین گے" یا مطابق مسٹر گاندہی کے حکم کے چرخہ کات کر گھون۔ گھون۔ کرتے رہین گے۔ یہ تیسرا درجہ ہے۔

کیا تم بھول گئے۔ گذشتہ الیکشن مین ہی ہندوؤن نے تم سے بازی جیت لی۔ آؤ ہم تمہین سمجھاتے ہین۔ سوچو غور کرو کہ خداوند کریم کا ارشاد کہ وہ تمہاری بد خواہی مین ہرگز کوتاہی نہ کرین گے۔ کہان تک پورا ہو چکا ہے۔ مسلمان مشرکین اور پیروان مشرکین کے چکمے مین آکر اپنے کو مقامی صوبون کی کونسلون سے علیحدہ کرلیا خود ہی نہ گئے اور لایق آدمیون کو بھی روکا۔ فتوے نکالے۔ برا بھلا کہا۔ بے عزت بھی کئے۔ اون کی جگہہ مین کون مسلمان گئے۔ بقول اخبارات۔ حلوائی! حجام!! گاڑیبان!!! یا ایسے مسلمان جن کو تم جی حضوریون مین شمار کرکے قومی مجرم کا خطاب دے چکے ہو! اودہر ہندوؤن کو دیکھئے۔ مانا کہ پنڈت مالوی جی اور دو ایک مثل اون کے تم کو دکہانے کے لئے کونسلون مین نہ گئے۔ مگر اپنے بیٹے بھائیون کو روانہ کردیا۔ ایک پنڈت مالویہ یا ارگھوا چاریہ کے کونسل مین نہ جانے سے ہندوؤن کا کچھہ نہیں بگڑا۔ اون مین ایک سے ایک لایق و فایق ہے۔ اون کی جگہہ سب ایسے

ہندو داخل ہوگئے کہ کسی کو اعتراض کرنے کی گنجایش ہی نہ ملی - نہ کسی اخبار نے ہندوؤن کی نسبت یہ لکھا کہ فلان ہندو حلوائی - یا حجام - یا گاڑی بان ممبر بنایا گیا ہے -

یہ ہی یارون کی چال تہی کہ تم کو بدنام کرنا تہا اور تمہاری قوم کو ذلیل کرنا تہا کہ مسلمانون مین کوئی ان کے سوا لایق ہی نہین ہے - وہ ایک حد تک اس بازی مین کامیاب ہوگئے - جس کو تم نے پیروان مشرکین کے فتاوؤن پر اعتماد کرکے اس بازی کو ہار گئے -

مذہبی مداخلت

مسلمانان لاہور کا ایک عظیم الشان جلسہ ۲۰ فروری کو منعقد ہوا - جس مین حسب ذیل رزولیوشن پاس ہوے :-

(۱) یہ عام جلسہ کونسل آف اسٹیٹ مین رزولیوشن متعلق انسداد گاؤکشی بذریعہ قانون کے خلاف نہایت سختی سے اظہار ناراضی کرتا ہے - اس رزولیوشن سے یقیناً مسلمانانِ ہند کے جذبات مذہبی کو صدمہ پہونچیگا - اس لئے ہز اکسلنسی گورنر جنرل باجلاس کونسل کو مطلع کرتا ہے کہ مقدس مذہب اسلام مین اس قسم کی دخل اندازی ناقابل برداشت ہے - اور ہز اکسلنسی سے درخواست کرتا ہے کہ ایسی سفارشات کو مسترد کردین -

(۲) یہ جلسہ عام میونسپل کمشنران لاہور - لکھنؤ اور کلکتہ کی اس کارروائی پر اظہار ناراضگی کرتا ہے کہ اونہون نے گورنمنٹ سے سفارش کی ہے کہ بذریعہ قانون گاؤکشی موقوف کی جاوے - اون کی اس مذہبی دخل اندازی کے خلاف سخت اظہار ناراضگی کرتا ہے - اور گورنر جنرل باجلاس کونسل اور دیگر

گورنوان صوبجات ہند سے درخواست کرتا ہے کہ ایسی درخواست کو مسترد کردے (کیا یہ مذہبی مداخلت نہین ہے؟ دیکھا تم نے ہندوؤن کی خیر خواہی جنکو تم اپنا رازدار اور رہنما بناتے ہو جن کی شان مین خداوند کریم نے تم کو ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جس آیت کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہین)

دُور کیون جاتے ہو تمہارے ملک ہی کے ایک لایق فرد یعقوب حسن سیٹھ صاحب ہی کو دیکھہ لو۔ اور اون کے مقابلہ مین۔ آر۔ سی۔ داس ہندو لیڈر کو دیکھو کہ اول الذکر نے عدول حکمی کر کے سزایاب ہو گئے۔ اور آخر الذکر نے اپنی دور اندیشی اور معاملہ فہمی سے حکم کی تعمیل کی۔

یہ ہے ہماری معاملہ فہمی اور دور بینی۔ ہم جیل مین جا کر مبارکبادیان حاصل کرتے ہین۔ ہندو صاحبان اپنی چالاکی و معاملہ فہمی سے آزاد رہکر ہی ملک اور رعایا کی طرف سے مستحق مبارکباد ہو رہے ہین۔

ہندوؤن کی دلی تمنا ہے کہ تم مشقت مین پڑے ہو۔ قلیون کا کام کرو۔ یا زیادہ سے زیادہ جس وقت گورنمنٹ انگلستان تم کو حکومت خود اختیاری عطا کردے گی۔ تب تمہارے لئے وہی چپراسی۔ اور پوسٹ پیونی یا زیادہ سے زیادہ معمولی منشی گری رکھی ہوی ہے۔ " والعیاذ باللہ تعالےٰ "

ظاہر ہے کہ اوبہارنے والے کو نہ حلت و حرمت سے بحث نہ وہ جدید معاملت مثل نوکری وغیرہ مسلم سے ہو یا کافر سے بشرطیکہ مرتد نہ ہو۔ اس مین سے جو حرام ہے وہ ہمیشہ سے حرام تھی اور جو حلال ہے اب بہی حلال ہے۔ حلال کا فعل و ترک فی نفسہ شرعًا واجب نہین " (کذا فی التفاسیر)

" کالجون اور مدرسون کی امدادین چہڑائی جاتی ہین۔ مگر ریلیں۔ تار۔ ڈاک۔ موٹرین وغیرہ نہین چھوڑتے! کیا یہ گورنمنٹ سے معاملت نہین؟

جس کے سبب لاکھون روپیے روزانہ خزانہ مین داخل ہوتے ہین ! تو اس پر یہ جواب دیا جاتا ہے کہ۔ ریل۔ تار۔ ڈاک۔ صیغۂ آب رسانی وغیرہ تو ہمارے ہی روپیون سے ہین ! سبحان اللہ۔ صیغۂ تعلیم کو جو امداد دی جاتی ہے کیا وہ روپیہ انگلستان سے آتا ہے ؟ وہ بھی تو اسی ملک کا اور تمھارا دیا ہوا ہے لیکن تمھارے رہنماؤن نے تم کو اولٹی منطق پڑھا رکھی ہے کہ جس سے بائیکاٹ کرو۔ اپنے روپیہ سے اوسے نفع پہونچانا حلال۔ مگر اپنے روپیہ سے خود نفع اوٹھانا حرام !! یہ تو بتلائے کہ اس مین انگریزون کو کیا نقصان پہونچے گا۔ بلکہ خود اس مین اپنا ہی ضرر کرین گے۔ این ہم برعلم وہ بتائین کہ ترکون کو اس سے یہ فایدہ پہونچے گا۔ انگریز اون سے زمین لے سکتے تھے مگر اون کا دین نہ لے سکتے تھے۔ یہان مسلمانون نے ہندوؤن کے بہرے مین آکر اپنے ہاتون ہندوؤن پر تصدق کیا۔ رہی دنیا اوس کی خرابی کے یہ لچھن ہین۔ غرض خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ۔ ہوے یا نہین دیکھی تم نے خیر خواہی مشرکین کی !!

ہنود کی امداد سے ترکون کا ملک یا جزیرۃ العرب کا واپس مل جانا ہوس خام بلکہ پکا جنون ہے۔ ہم قرآن کریم کی آیتین سنا چکے۔ اگر ایمان رکھتے ہو تو سنو ! اللہ تعالی فرما چکا کہ ہم نے نشانیان صاف بتا دین اگر تم مین عقل ہو۔ مگر یہ تو فرمائین ملک ترک یا جزیرۃ العرب اون کے گھر کی جاگیر یا باپ دادا کی میراث تو نہین۔ اسلام ہی کے سبب سے تو اوس سے علاقہ ہے۔ جب اسلام ہی کھو بیٹھے اس سے تعلق کیا رہا !!

ہم تو اپنے خیال مین متفقہ جمعیۃ العلماء ہند کے فتوے کا پورا جواب دے چکے ہین۔ شاید مدعیان ترک موالات کو مولوی ابوالکلام آزاد کے رسالہ

خلافت پر اگر ناز ہے تو۔ ہم اوس رسالہ کی نسبت صرف مولانا مولوی قاضی،
سراج الدین احمد صاحب بارسٹرایٹ لا کی رائے لکھہ کر پیش کرتے ہین ۔
جس سے ناظرین خود نتیجہ نکال لین۔ " یہ رسالہ اونہون نے ہندوستان
مین اشتعال پیدا کرنے اور مسلمانون کے دلون مین سلطنت کی طرف سے
بدگمانی پیدا کرنے کی غرض سے لکھا ہے۔ اور اس کو تمام تر محض لفاظی پر
مبنی کیا ہے۔ اگر مولوی صاحب کو اپنی معرکہ آرائی الفاظ پر ناز ہو تو وہ بالکل
بجا ہوگا۔ لیکن اگر وہ یہ سمجھتے ہون کہ اس سے وہ ہر ایک شخص کو مرعوب کرینگے
یا عبارت آرائی سے حقیقت حال کو چھپا سکین گے تو یہ ان کا خیال غلط ہے۔
انہون نے اپنے اس رسالہ مین اخفاے واقعات تاریخی۔ بے حد مبالغہ اور
تاریخی واقعات کے متعلق غلط بیانی کرنے مین ذرا بھی تامل نہین کیا۔ ایسی
تحریر کا جواب دینے کی کوشش کرنا محض وقت کو ضایع کرنا ہے "

اس پر بھی اگر مولوی آزاد صاحب کے رسالہ خلافت کا مفصل جواب
دیکھنا ہو تو رسالہ حقیقت خلافت کو دیکھہ لو۔

(۵) غیر مسلم کی اقتداء

کیا تم کو یہ نظر نہین آتا کہ تم اس صحیح راستہ کو ترک کر کے کہاں دھکے کھاتے پھرتے
ہو۔ اول تو تمام علماء و فضلا کو چھوڑ کر ایک غیر مسلم کو تم نے اپنا پیشوا بنا لیا۔
کیا اسلام اس حد تک گر گیا ہے کہ اس کے ماننے والون مین سے ایک روح
بھی اس قابلیت کی نہین ہے کہ تم کو اس موجودہ شورش اور فتنہ سے
بچا دے؟ اور تمہاری کشتی کو بھنور سے نکال کر کامیابی کے کنارے
تک پہونچائے؟

تم مسٹر گاندہی کی اقتدا یہی تو پورے طور سے نہین کرتے ہو - کیا تم نے نصایح مسٹر گاندہی کو نہین دیکہا ؟ اور اونہین کے اخبار ینگ انڈیا مین نہین پڑہا ؟ لو ہم تمہین اونہین کے چند نصایح کا اقتباس سناتے ہین - غالباً تم نے ان باتون کو سنا تو ہوگا - مگر عمل نہین کرتے ہون گے -

پہلے ہم جو مضمون کہ اگلے صفحون مین بیان کر چکے ہین - جس مین خداتعالیٰ کا یہ ارشاد کہ مشرکین کو اپنا رازدار مت بناؤ - اسی کو گاندہی جی کی تقریر سے ثابت کرتے ہین جو انہون نے مقام لکھنو اودہ کانفرنس مین کی تہی جس کو ۷ مارچ کے ہمدم سے ہم نقل کرتے ہین - گاندہی جی نے صرف دو باتون پر زیادہ تر توجہ دلائی ہے :-

(۱) مقامی تعلیم مین زیادہ وقت صرف کرنے کی بجائے لڑکون سے اگر ممکن ہو تو دو گہنٹے کی بجائے چار گہنٹے چرخے چلوائے جائین - اور استاد خود چرخہ کاتنا سیکہہ کر اپنے شاگردون کو یہ کام سکہائین -

(۲) لڑکون کی تربیت اخلاق پہ زیادہ زور دیا جائے - سوراج حاصل کرنے کی پہلی شرط - جب تک ہندو - مسلمان - سکہہ - پارسی اور عیسائی وغیرہ یہ نہ مانین کہ ہم سب آپس مین بہائی ہین - اور ہم سب کا یہ ملک ہے - اور سب کو ایک ساتہ مرنا یا زندہ رہنا ہے - اوس وقت تک آپ سوراجیہ حاصل کرنے کے قابل نہین ہو سکتے - پس جب تک ہندو اور دیگر فرقون کے لوگ اپنے (۷ کروڑ) مسلمان بہائیون کے دلون کو رام نہ کرلین گے اُسوقت تک ہندوستان کا آزاد کرنا ناممکن ہے - اسیہی لئے مین نے خلافت کے مسئلہ مین اپنے کو ڈالا -

اور پنڈت دیورتن صاحب شرما نے مرادآباد خلافت کمیٹی کے اجلاس

ہین ۲۶ فروری کو تقریر کرتے ہوے یون کہا تہا - ۲۱ کروڑ ہندوؤن کے لئے سوراج حاصل کرنا قطعی نا ممکن ہے - اگر وہ اپنے ۷ کروڑ مسلمان بہائیون کا ساتہ نہ دین گے - اونہون نے ہندو مسلم اتحاد پر تبصرہ کرتے ہوے مراد آباد کے باشندون پر اظہار افسوس فرمایا وہ اب تک اتفاق واتحاد کے راستہ سے کوسون دور ہین -

"۷ ار اکتوبر ۱۹۱۹ء کو اسی خلافت کے مسٔلہ سے ترک موالات کی پیدایش ہوی - مین مسٔلہ خلافت کے واسطے اپنی گردن تک کوبہی دینا چاہتا ہون " (جی ہان بہت سچ کہا - دل مین ہے عشق بتان ظاہر مین قرآن دربغل) "کچہ روز بعد خلافت مین سوراجیہ اور پنجاب کے ساتہ انصاف ہونے کے مطالبات بہی شامل کرلئے گئے - مین نے آپ سے کہہ دیا تہا کہ خلافت مین کوئی دوسری چیز داخل کرنے کی ضرورت نہین - مگر جب معلوم ہوا کہ پنجاب کے معاملہ مین انصاف ملنے والا نہین ہے تو اسکو اور اسپیشل کانگریس کلکتہ کے وقت سے سوراجیہ کو بہی شامل کر لیا گیا - مگر اس کی جڑ خلافت ہی مین تہی - اور اب تک ہے - جب تک ۷ کروڑ مسلمان ہندوستان کو اپنا وطن کہتے ہوے شرماتے تہے اوس وقت تک سرکار اپنی قوت سے ہندو مسلمانون کو الگ رکہہ سکتی تہی - اور ایسی حالت مین سوراجیہ کی کوئی تحریک نا ممکن تہی " (اس ہی لئے تو جناب نے خلافت کی جڑ مین مسلمانون کو ساتہ لے کر ۷ کروڑ مسلمانان ہند کی قوت سے ۲۲ کروڑ ہندوؤن کا مطلب نکالنا چاہا ہے) " مگر جب خلافت کی آفت مسلمانون پر پڑی تو اونہون نے سوچا کہ ہمین کچہ نہ کچہ کرنا چاہئے - اوسی وقت ہندوؤن کے لئے بہی ایک فرض پیدا ہوا کہ وہ مسلمانون کو اس مین

مدد دین " اگر نہ دین گے تو سوراجیہ کا ملنا ناممکن ہے " (گاندہی جی کے
نزدیک اگر سوراجیہ مل سکتا ہے تو وہ صرف مسلمانون کی ہی مدد سے مل
سکتا ہے ورنہ ہرگز ممکن نہین) "پس اگر خلافت کی بات کو لیجئے تو سوراجیہ
اسی مین پڑا ہے ۔ اور اگر پنجاب کے معاملہ کو لیجئے تو سوراجیہ اسی مین شامل
ہے ۔ جب ہندوستان مین پیدا ہونے والے مسلمان اپنے مذہب پر قایم رہکر
اور اوس کے احکام کی تعمیل کرتے ہوے ہی اس ملک کو اپنا وطن مانتے ہین تو
اوس روز سوراجیہ کی طاقت ہم مین آگئی " (گاندہی جی جب ۷ کروڑ مسلمانون
کا بیڑا اوٹہائے ہوے ہین تو کیا وہ نہین اب تک یہ بات کا ہی علم نہین کہ مسلمانان
ہند اپنے پیدایشی ملک کو اپنا وطن نہین مانتے ؟ اس ہی لئے شاید چند مسلمان
اون کے اصلی وطن افغانستان کی طرف ہجرت کرگئے تہے ۔ جب اون کو افغانستان
جاکر وہان کی آب و ہوا سے معلوم ہوگیا کہ ہمین دہوکا دیا گیا تو پہر وہ اپنے
پیدایشی وطن کو واپس آگئے) " صرف ہمارا اپنے دلون مین ٹہان لینا ہے
اور آٹہہ مہینے مین سوراجیہ ملنے کے یہی معنے ہین کہ اس وقت تک ہم اپنے
دلون کو اس پر قایم کرلین گے " (نہ کہ اکتوبر تک ہندوستان پر ہمارا
قبضہ یا تصرف ہوجائیگا) " اگرچہ وکیل اپنی وکالت ۔ اور خطاب یافتہ اپنے
خطابات نہین چہوڑتے ہین تو اون کو مبارک " (ایسا نہ کہئے اس سے تو
متفقہ فتوے جمعیتہ العلماء ہند کی تکذیب ہوگی اور شریعت اسلامی بچون کا
ایک کہیل معلوم ہوگا) " مگر جب ۳۰ کروڑ آدمی یہ پختہ ارادہ کرلین گے تو پہر
سوراجیہ کو کوئی ہم سے نہین روک سکتا ۔ بیشک اس مضبوط ارادہ کی بدولت
ماہ اکتوبر سے پہلے سوراجیہ مل سکیگا " خلافت کے مسئلہ کو طے کیا جاسکیگا ۔
پنجاب کا انصاف حاصل ہوسکیگا ۔ اب لوگ خواہ وکالت و خطابات کو چہوڑین

یا نہ چھوڑیں۔ سرکاری وامدادی مدارس کو ترک کریں یا نہ کریں۔ لیکن اب
ان چیزوں کی کوئی وقعت نہ رہی" (ہاں جناب اب وقعت کیسے رہتی
جب آپ کی اور آپ کے ہم نواؤں کی شورہ پکار ۱۷ اکتوبر ۱۹۱۹ء سے
لیکر آج تک کی لگا تار کوششوں سے ۵ ہزار خطاب یافتہ ہندو مسلمانوں
سے کل ۲۱ آدمی اور کئے ہزار وکیل و مختاروں سے صرف ۲۵ وکالت پیشہ
اصحاب نے اپنا خطاب و پیشہ ترک کیا اور باقیوں نے اپنی عقل بجا یہ کہہ کر
آپ کی مشن میں شریک نہ ہوے بلکہ مخالفت کی) "آپ کسی اور کو تکلیف
نہ دیں۔ آپ انگریزوں کو اپنا دشمن نہ سمجھیں" (آپ تو یوں کہتے ہیں
کہ انگریزوں کو دشمن نہ سمجھو۔ مگر ہمارے نابینا علماؤں نے تو اپنے متفقہ
فتوے میں انگریزوں کو صرف دشمن ہی نہیں بلکہ دشمن اسلام کہتے ہیں۔
عوام کیا آپ کی سنیں گے یا اپنے علماؤں کا حکم مانیں گے) "البتہ یہ بتادیں
کہ اون کا طریق عمل آپ کو پسند نہیں۔ تقریر کے آخری حصہ میں ولایتی
کپڑوں کو بائیکاٹ کرنے کی بہت زور سے تاکید کرتے ہیں۔ (ہمدم ۱۷ مارچ
یکشنبہ) "کسی اور مقام میں مسٹر گاندھی یوں کہتے ہیں کہ "یقیناً حامیان
ترک موالات کو اس کا کوئی حق نہیں ہے کہ وہ اون لوگوں کے" "خلاف
جو اون سے اس معاملہ میں (یعنے ترک معاملات میں) متفق نہیں ہیں تو اتنا
زبردست دباؤ نہ ڈالیں۔ بے صبری اور غیر مستقل مزاجی سے اس بڑی مذہبی
تحریک کو صدمہ پہونچے گا۔ ہم۔ لوگوں پر جبر اور تشدد کر کے پاک و صاف نہیں
کر سکتے ہیں۔ ساتھ ہی ہم کسی کو جبر و تشدد کر کے اُنہیں ہماری رائے کے تسلیم
کرنے پر مجبور نہیں کر سکتے ہیں۔ اور یہ طرز عمل یقیناً اُس اُصول جمہوریت کے خلاف
ہے۔ جو ہم اون لوگوں میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

مسٹر گاندہی کی نصیحت سکھوں کی نظر میں

ناظرین کرام کو یاد ہوگا کہ ننکانہ صاحب کے ہولناک حادثہ قتل کے بعد۔ جب مسٹر گاندہی پنجاب تشریف لے گئے۔ تو انہوں نے اس واقعہ پر اپنے انتہائی رنج و ملال کا اظہار کرتے ہوے سکھوں کو یہ نصیحت کی تہی کہ وہ قاتلوں کے خلاف کوئی قانونی مواخذہ نہ کریں۔ کیونکہ وہ خود انہی کے ہم وطن اور ہم مذہب بہائی ہیں۔ مہاتماجی کی اس نصیحت پر رائے زنی کرتے ہوے لاہور کا سکھ اخبار ,, سکھ ،، اسطرح رائے زنی کرتا ہے۔

مسٹر گاندہی کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ ,, گیتا ،، (ہندوؤں کی مقدس مذہبی کتاب) کو بہت مانتے ہیں۔ لیکن مہاتماجی کی یہ نصیحت لارڈ کرشن کے اس وعظ و پند سے کسقدر متضاد ہے۔ جو آخرالذکر نے ارجن کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا تہا۔ مہاتماجی ارجن پر ہمیں بہت کچہہ سہارا تہا اور ہم سمجہتے تہے کہ وہ اس حادثہ کی پوری تحقیقات کریں گے۔ انہوں نے تمام واقعات کی اصلیت کو تسلیم کرلینے کے باوجود یہ نصیحت کی ہے کہ ہم اس واقعہ کو بہول جائیں۔ اور قاتلوں کے اس فعل کو معاف کردیں۔ اور یہ اس لئے کہ قاتل ہندوستانی ہیں۔ جس سے صاف عیاں ہے کہ اگر قاتل اجنبی ہوتے یعنی انگریز یا یورپین ہوتے تو وہ ہم کو ایسی نصیحت نہ کرتے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو اس وقت جو وہ اڈوائر ڈایر اور دیگر انگریزوں کے خلاف انصاف کا مطالبہ کر رہے ہیں تو یہ مساوات کے اصول پر مبنی نہیں ہے۔ ایک ہندوستانی اگر ڈایر سے بہی زیادہ وحشیانہ حرکات کرے تو وہ معاف کردیا جائے۔ کیونکہ وہ ہندوستانی ہے۔ پس اگر مہاتماجی کے سوراج کا یہ مطلب ہے (جس کی وہ بڑے جوش و خروش سے اشاعت کررہے ہیں)

کہ دو سو معصوم جانون کے وحشیانہ قتل پر بہی ہم قاتلون کو کوئی سزا نہ دین تو جس قدر جلد ہم ایسی تحریک کو دور ہی سے سلام کرلین وہی ہمارے لئے اچہا ہے۔ کم از کم ایک سکہہ کا دماغ اس نصیحت کو قبول نہین کرسکتا۔ اب سکہہ بہی بدلنے لگے۔ اور مسلمان دیکہین کب تک مسٹر گاندہی کا ساتہہ دیتے ہین۔ (از ہمدم)

ہڑتال کی نسبت مسٹر گاندہی یہ کہتے ہین کہ (۱) ہڑتال کا سبب جایز و منصفانہ ہونا چاہیئے۔ (۲) ہڑتالیون مین عملی یکجہتی اور اتفاق ہونا چاہیئے۔ (۳) جو لوگ ہڑتال مین حصہ نہ لین اون کے خلاف کسی قسم کے تشدد کا استعمال نہ کرنا چاہیئے۔ (مگر بنگلور مین تو ہم نے اپنی آنکہون سے مدعیان ترک موالات کو دوکان دوکان پہر کر لوگون کی منت کرتے ہوے دیکہا ہے کہ دوکانین بند کرو اور بسا اوقات سختی بہی کرتے ہوے دیکہا ہے)

سوشیل بائیکاٹ

اس عنوان سے مسٹر گاندہی نے اپنے اخبار ینگ انڈیہ مین یون تحریر کرتے ہین۔" یہ ایک ایسی خطرناک چیز ہے جو بہت موثر طریقہ پر استعمال کیجاسکتی ہے۔ لیکن جب اختلاف آراء ہو۔ جیسا کہ ترک موالات کے معاملہ مین آجکل ہو رہا ہے۔ اور جب کہ اس کا جدید نفاذ ایک امتحانی حالت مین ہے۔ (مسٹر گاندہی موجودہ حالت کو ایک امتحانی حالت کہہ رہے ہین) اوس وقت قلیل تعداد کو کثیر تعداد کی مرضی و رائے کے سامنے جہکنے پر مجبور کرنے کے لئے سوشیل بائیکاٹ ناقابل معافی جبر و تشدد کی ایک مثال ہے۔ اگر اس بائیکاٹ کے قایم رکہنے پر زور دیا گیا تو اس سے اس تحریک کو نقصان پہونچنے

کا امکان ہے۔ سوشیل بائیکاٹ اوسی وقت قابل نفاذ اور مفید ہوسکتا ہے جب کہ یہ ایک سزا کے طور پر نہ سمجھا جائے۔ اور بائیکاٹ کیا جانے والا شخص اسے محض ایک انتظامی و اصولی کارروائی خیال کرے۔ اُس کے علاوہ اگر ترک موالات کے غیر تشدد آمیز پروگرام مین سوشیل بائیکاٹ کا عنصر داخل کیا جائے تو اُس کا استعمال کبھی انسانیت سے تجاوز کر کے نہین کرنا چاہیئے۔ اوس کو مہذب بنانا چاہیئے۔ اور جس شخص اور جماعت کے خلاف اس کا استعمال کیا جا رہا ہے اگر اوس کو اس سے تکلیف ہے تو جو جماعت استعمال کر رہی ہے اس کو بھی اس سے تکلیف ہونی چاہیئے"

صاحبو یہان سچ کہنا کہ بنگلور مین جن کو قومی مجرم کہا جاتا ہے اون کے ساتھ جو بائیکاٹ کیگئی ہے کیا وہ خلاف انسانیت نہین ہے؟ اخلاقی و شرعی قانون کی روسے کہان تک جائز ہے۔ کیا یہ بات صدر خلافت و سکریٹری خلافت کی زبانی دو تین میت کے جنازون مین آپ نے نہین سنا؟ اور وارث میت سے کیا یہ سوال نہین کیا گیا کہ "کیا تم نے کسی قومی مجرم کو تو مدعو نہین کیا ہے۔ اگر مدعو کیا ہے تو ہم نماز جنازہ نہین پڑہین گے؟ کیا یہ غلط ہے پولس لین کی مسجد مین گذشتہ فروری کو ایک جنازے کے وارث کے ساتھ اور ماہ مارچ مین سیٹہون کی مسجد مین دو میت والون سے یہ سوال نہین کیا گیا۔ خیر یہ تو بنگلور کی رہی۔ اب ہم آپ کو ایک اور داستان سنا کر اس سرخی کو ختم کرتے ہین بنگلور مین جنازون اور دعوتون کا بائیکاٹ مسلمانون مین ابہی تک جاری ہے۔

بہت سی سُن چکے بائیکاٹ کی تم داستان لیکن
ملیح آباد کے میت کی بہی ایک داستان سُن لو

اخبار الفضل قادیان بحوالہ ظریف سہارن پور مورخہ ۱۲ فروری اپنی ۱۴ء پرچہ

کی اشاعت مین یون رقمطراز ہے کہ ملیح آباد مین ایک جنازہ کا بائیکاٹ کیا گیا۔ اور وہان کے مسلمانون نے جنازے کے ہمراہ جانے سے صرف اس لئے انکار کر دیا کہ اس مردہ کا کفن ولایتی کپڑون کا تہا۔ یہ کس شریعت کا حکم ہے کہ مردے کو بائیکاٹ کر دو۔ جس کو ولایتی کپڑون کا کفن پہنایا ہو۔ مسلمانو سوچو اور ذرا سمجھو کہ دین کو چھوڑ کر دنیا کے پیچھے پڑنے سے کیسی حرکات تم سے سرزد ہو رہی ہین۔

مسٹر سی۔ ایف۔ اینڈروز مشہور ہمدرد ہند نے اخبار ینگ انڈیہ مین یون کہتے ہین کہ " ترک موالات کی تحریک چونکہ جبر و تشدد کے بالکل ہی خلاف تہی اس لئے مین اس کی طرف راغب ہوا۔ اور اس نے مجھکو میرے شانتی نکنین کے گوشۂ تنہائی سے اس مین حصہ لینے کے لئے باہر نکالا۔ اور مین خیال کرتا ہون کہ اب میرے لئے اس کا وقت آگیا ہے کہ مین اس قسم کے واقعات سے کہلم کہلا اپنی نفرت و حقارت کا اظہار کرون۔ اور اگر اس قسم کے واقعات کا سلسلہ قایم رہا تو مین اس تحریک مین کبہی پوری سرگرمی کے ساتہ حصہ نہین لے سکتا۔

مفتیان متفقہ فتوے اس آیت کی روسے گورنمنٹ سے کسی مدرسہ کے لئے امداد لینا حرام کہتے ہین۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ الخ ترجمہ۔ اے نبی کفار و منافقین کے ساتہ جہاد اور سختی کرو۔ اس آیت مین تو کفار و منافقین کے ساتہ جہاد و سختی کا حکم دیا جاتا ہے۔ گرانٹ یا مدد لینے کی ممانعت کا اشارہ تک نہین ہے۔ اور نیچے کی آیت سے آنریری بیجسٹریٹی اور اعزازی عہدے شرعاً حرام کہتے ہین۔ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ ؕ یعنے غیر شرعی فیصلہ کرنے والے ظالم ہین :. نہ آیت کا حوالہ ہے نہ ترجمہ۔ یہ آیت سورۂ مائدہ کے ۷ وین

رکوع مین ہے۔ جس کا یہ ترجمہ ہے ''اور جو کوئی نہ چلے اس حکم پر کہ جس کو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہی ظالم ہے'' اس آیت مین آنریری مجسٹریٹ ہو یا پکی مجسٹریٹ یا منصفی یا ججی کسی کا ذکر نہین ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ جو کوئی میرے حکم پر نہ چلے وہ ظالم ہے خواہ وہ کوئی ہو۔ اصل پوری آیت وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ سے شروع ہو کر هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ پر ختم ہوتی ہے اوپر کے حصہ کو چھوڑ کر صرف اس ٹکڑے کو بتایا گیا ہے۔ آیت کا پورا ترجمہ یہ ہے۔ ''اور ہم نے اس توریت مین اِن پر یہ بات لکھ دی تہی کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخمون کے بدلے ویسے ہی زخم اور جو کوئی اس کو معاف کردے تو یہ اس کے لئے کفارہ ہے۔ اور جو کوئی نہ چلے اس حکم پر کہ جس کو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہی ظالم ہے'' تفسیر حقانی کے صفحہ ۳۵ مین سورۃ مائدہ کی تفسیر مین یون لکھتے ہین۔ اللہ تعالیٰ توریت کی مدح فرما کر اس کے بعض احکام کا بیان یہود پر تعریضاً کرتا ہے کہ دیکھو تم اِن احکام کے پابند نہین۔ جس طرح یہود نے زنا کی سزا مین یہ کر رکھا تہا کہ غریب کو قتل کرتے تہے اور امیر یا ذی عزت کو صرف تشہیر کرکے چھوڑ دیتے تہے۔ اسی طرح قصاص کے بارے مین شریف کو غیر شریف کے بدلے مین قتل نہین کرتے تہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ انصاف کا حکم فرماتا ہے آجکل روئے زمین کی کسی سلطنت مین خواہ وہ عیسائی ہو یا مسلمان۔ قرآنی فیصلہ کے موافق سزائین نہین دیجاتی ہین۔ ترکی گورنمنٹ بہی اپنا قانون مثل اور یوروپین سلطنتون کے بنا رکہی ہے۔ قرآن مین چور کی سزا ہاتہ کاٹنا۔ زانی کی سزا سنگسار ہے۔ علیٰ ہذا القیاس گورنمنٹ ترکی باوجود ایک زبردست اسلامی

سلطنت ہونے کے اور جس کا سلطان خلیفۃ المسلمین ہے قرآنی فیصلہ کا وہان
بہی رواج نہین ہے تو کیا گورمنٹ ترکی کے کل ملازمین خواہ وہ کوئی ہون اون پر
ملازمت حرام ہے ؟ یا ایسی گورمنٹ سے مدارس کے لئے امداد لینا حرام ہوسکتاہے ؟
خدائے تعالی اس آیت مین ہرایک کے لئے انصاف کرنے کا حکم فرماتا ہے۔ نہ کہ
مجسٹریٹی یا ججی یا وکالت پیشہ کو حرام فرمایا ہے ؟ ایک عیسائی گورمنٹ کے مسلمان
ملازمون کو اس آیت کی تحت مین ملازمت حرام ہے تو سلطنت ترکی کے مسلمانون
پر اشد حرام ہوگی۔ اس لئے کہ وہ ایک خودمختار اسلامی سلطنت اور حنفی المذہب
ہے۔ ورنہ اس آیت کی رو سے ملازمت خواہ کسی کی ہو حرام نہین ہوسکتی ہے
بلکہ انصاف کرنا اللہ کا حکم ہے۔ پس اے مسلمانو انصاف کرو۔ انصاف سے مراد
یہان پر وہی ہے۔ جو تمہاری گورمنٹ کا قانون عملدرآمد ہے۔ خدائی قانون
پر چلنے والی گورمنٹ اس وقت صفحۂ ہستی پر بجز سلطنت خداداد افغانستان کے
اور کوئی نظر نہیں آتی ہے۔ نہ ترکی سلطنت کا قانون قرآنی ہے نہ ایرانی گورمنٹ
نہ روسی اسلامی ریاستین۔ یہ سب اپنے اپنے بنائے ہوے قانون پر چلتے ہین۔
تو پہر خصوصیت سے گورمنٹ ہند ہی کے مسلمان ملازمون پر یہ مفتیون کی
خاص نظرعنایت کیون ہورہی ہے۔ اور وہ بہی کل تک جایز تہین۔ صرف حالات
حاضرہ پر پہیر وان مشرکین کے کہنے پر حرام ہوگئین۔ اگر سوراجیہ مل جاوے
تو شاید پہر بہی یہ سب ملازمتین حلال ہوجائین گی۔ یا نہین تو جب مسلمان
مفتیون کے فتوے پر عمل کرکے ساری ملازمتین ترک کر دینگے تو لازماً ہندو
ساری ملازمتین اپنے ہاتہ لے لین گے۔ اوس وقت مسلمانون کو سوائے غلامی
یا قلی مزدوری یا چرخہ کاتنے کے کوئی چیز اوس وقت بہی حلال نہ ہوگی۔
انگریزی قانون اوس وقت بہی عملدرآمد رہے گا تو جو ملازمتین اس وقت حرام ہین

اوس وقت ہی حرام ہی ہونی چاہئے۔ مسلمانون ذرا ہوش کرو دیکھو تمہارے لئے کیسا صاف راستہ متفقہ فتوے کے مفتیان بنا رہے ہین۔

بنگلور کے ایک پرچہ نویس نے مخالفین ترک تعلقات کو مخاطب کرتے ہوے یون لکھا تھا:-

جس کا جی چاہے ہو یزید کے ساتھ ؎ ہم ہین اور دامن جناب حسین رضہ

مگر آج ایک فتوے ہمارے پاس بریلی سے آیا ہے۔ اوس مین سے ایک مضمون نقل کر کے ناظرین کو سناتے ہین۔ ”حضرت امام حسین رضہ کا نام پاک لیتے ہوے شرم چاہئے تہی۔ کیا امام تو امام اون کے غلام اون کے در کے کسی کتے نے معاذاللہ مشرکون سے مدد مانگی تہی؟ کیا کسی مشرک کا دامن تہاما تہا؟ کیا کسی مشرک کے پس رو بنے؟ کیا مشرکون کی جے پکاری؟ کیا مشرکون سے اتحاد گانٹہا؟ کیا مشرکون کے حلیف بنے؟ کیا اون کی خوشامد کے لئے شعار اسلام بند کرنے مین کوشان ہوے؟ کیا قرآن و حدیث کی تمام عمر بت پرستی پر نثار کردی وغیرہ وغیرہ شنایع کثیرہ ۷۲ تن سے بیس ہزار فجار کا مقابلہ فرمایا امام کا نام لیتے ہو تو کیا تم مین ۷۲ مسلمان ہی نہین۔ جب ۳۳ کروڑ مسلمان تمہارے ساتہ ہون گے اوس وقت تم مین ۷۲ مسلمانون کا عدد پورا ہوسکا۔ قرآن مجید کو پیٹہہ دینے والو! کیون امام کا نام لیتے ہو۔ اسلام سے اولٹے چلنے والو!! کیون مسلمانون کو دہوکہ دیتے ہو۔ دہلی مین فتوے چہاپ دیا کہ اس وقت جہاد واجب ہے۔ بے سروسامانی کے جواب کو امام کی نظیر پیش ہوگئی اور حالت یہ کہ ذرا سی دہوپ سے بچنے کو گنگو پترون کی چہاؤن ڈہونڈہ رہے ہین۔ کیا تم اپنے ہی فتوے سے نہ صرف تارک فرض و مرتکب حرام بلکہ براضی بہ غلبہ کفر و ذلت اسلام نہ ہوے۔ امام کا توکل اللہ پہ تہا اور تمہارا اعتماد

اعداء اللہ پر۔ یقین جانو اللہ سچا اور اللہ کا کلام سچا ہے۔ مشرکین تمہاری بدخواہی مین کوتاہی نہ کرین گے۔ وہ جہوٹا فتوےٰ اور یہ پوچ بہروسا۔ اور خادمان شرع پر اولٹا غصہ۔ اگر مسلمان ہونے کا دعویٰ ہے تو اسلام کے دائرے مین آؤ۔ تبدیل احکام الرحمٰن و اختراع احکام الشیطان سے ہاتہ اوٹہاؤ۔ مشرکین سے اتحاد توڑو۔ مرتدین کا ساتہ چہوڑو۔

لیڈران کین جلوہ در اسپیچ و لکچر می کنند
چون بخلوت می روند آن کار دیگر می کنند

خلاصۂ کلام۔ جس قدر ملازمتین۔ خطابات۔ وکالت پیشہ وغیرہ وغیرہ ہین وہ سب کو مفتیان فتوے نے از روئے قرآن فقط مسلمانون پر شرعاً حرام کردیا ہے اور ساری چیزین ہندو و مشرکین کے لئے حلال و جایز رکھدی ہین۔

اک معمولی فہم کا انسان بہی اس متفقہ فتوے سے یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ جب مسلمانوں کو ساری چیزین حرام ہین تو جب سوراجیہ ملیگا اوس وقت بہی تو حرام ہی رہینگین۔ پہر کیا ضرورت ہے کہ سوراجیہ حاصل کرنے مین مشرکین کا ساتہ دین اور خود احکام خداوندی کے خلاف ورزی کرین۔ اب اہل کتاب ہمارے حاکم ہین۔ اوس وقت بت پرست اور مشرک ہمارے سردار بنین گے۔ اس سے تو یہی بہتر ہے کہ اہل کتاب ہی ہمارے حاکم بنے رہین جو گذشتہ ڈیڑہ صدی سے حاکم رہے ہین۔ اس موقعہ پر ہم نظم چہ نہاؤلی کا اقتباس ناظرین کے پیش کرتے ہین۔

شریعت اور ملت کو نہ کچہہ جانا نہ پہچانا
جسے ہو علم دین بیشک وہی ہے عالم و دانا
ہوئی برباد ساری عمر دیورپ گئے فیشن مین

فقط ڈاڑہی بڑہا کر بنگئے مسٹر سے مولانا
بہلا ڈاڑہی بڑہانے سے کہین بنتے ہین مولانا
مگر غسل و تیمم کا طریقہ ہی نہ پہچانا

لگا باقشقہ پیشانی پہ اور زنار بھی پہنا / کیا اشنان گنگا کا بدل کر کفر کا بانا
دیے دو دیوا گونج اٹھے ہیں سب جے جے کے نعروں سے / اذاں کی جائے بس باقی ہے اک ناقوس بجوانا
نہیں تفریق باقی فرق مندر اور مسجد میں / برابر ہو گیا ہے اب وہاں جانا یہاں آنا
سوا اس کے شفقت انکو کفر اور اسلام دونوں سے / خدا کو بھی ہے خوش رکھنا بتوں کو بھی ہے سمجھانا
بنا بالیقین تو انہوں نے کیسا شیوہ جیالی کا / ہلی قوم کی کہا جانا پھر اوپر سے غرانا
ترانہ ہے خلافت کا کبھی خدام کعبہ کا / سناتے رہتے ہیں یہ قوم کو ہر دن نیا گانا
نہیں پرواہ بھی جنت کی انکو اور نہ دوزخ کی / انہوں نے جب سے گاندھی کو ہے اپنا پیشوا جانا
احادیث اور قرآن کو کیا قربان گاندھی پر / ہوئے ہیں قوم میں ایسے ہی پیدا عاقل و دانا
نہیں ہے عار انکو بلکہ فخر اپنا سمجھتے ہیں / جنازہ ہندو لیڈر کا اٹھانا پھول برسانا
کھلا ہے راز سارا قوم پر دام سیاست کا / نہیں آساں مسلمانوں کا اب پھندے میں پھنس جانا
اگر ہے شرم و غیرت کچھ بھی سمجھا دیں حساب اپنا / وگرنہ ایسے جینے سے کہیں بہتر ہے مر جانا
لگا کر ہیٹ بنتے تھے کبھی صاحب بہادر یہ / مگر اب دل کو بھایا ہے تلک ماتھے پہ چپکانا
کیا شیر و شکر ہے شرک اور توحید دونوں کو / ہے جنت کو بھی پر کرنا سقر کو بھی ہے دہکانا
بھلا ایسی جہالت اور حماقت کی بھی کچھ حد ہے / خوشامد میں سراسر کفر کرنا اس پہ اترانا
در توبہ کھلا ہے باز آؤ کفر سے اب بھی / کہے دیتے ہیں ہم اپنے کئے پہ پھر نہ پچھتانا
دعائے نصرت اسلام ہر مسلم پہ واجب ہے / سوا اس کے نہیں ممکن ہے کچھ امداد پہنچانا
خدایا کیجیو مقہور بدخواہ خلافت کو / اور ان کو بھی جو اس کے نام سے کھاتے ہیں ماہانہ
صداقت سے ہے پرچو تہاولی کا ہر سخن آیا / پھر اس کی بات سنکر تم نے کیوں اتنا برا مانا

خدا کو سونپ دو چرتہاولیاں کیوں تم میں گھلتے ہو
نہیں سمجھینگے وہ ہرگز عبث ہے ان سے سمجھانا

علم کی فضیلت

فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ علم کو طلب کرو اگرچہ چین میں ہو۔ پس علم ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ اس میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ اور اس بارے میں بیس سے زیادہ فرقے ہوگئے ہیں۔ ہم سب کی تفصیل یہاں نہیں لکھ سکتے ہیں۔ مگر حاصل اختلاف یہ ہے کہ ہر فریق نے واجب ہونا اسی علم کا کہا ہے۔ جس کے درپے وہ خود تھا۔ مثلاً کلام کرنے والے کہتے ہیں کہ اس علم سے غرض علم کلام ہے۔ اس لئے کہ توحید اسی سے معلوم ہوتی ہے۔ اور خدائے تعالیٰ کی ذات و صفات کا علم اسی سے آتا ہے۔ اور فقہا کہتے ہیں وہ علم فقہ ہے۔ اس سے عبادات اور معاملات میں حلال اور حرام جائز اور ناجائز معلوم ہوتے ہیں۔ مفسر اور محدث فرماتے ہیں کہ وہ علم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہے۔ حاصل کلام علم کا حاصل کرنا فرض عین ہے۔ یہ بات کہیں کتب احادیث اور کلام ربانی میں صریح طور سے نہیں آئی کہ وہ علم حاصل مت کرو جس کو حکومت یا سلطان وقت کی جانب سے امداد ملتی ہو۔ یا ایسے امدادی مدارس کی تعلیم حرام ہے۔ جیسا کہ مفتیان متفقہ فتوے جمعیتہ العلماء ہند نے اپنی خود ساختہ دلیل میں پیش کیا ہے۔ امام غزالی رحہ نے اپنی کتاب احیاء العلوم کے باب العلم میں اس کی مفصل تشریح فرمائی ہے جس کو دیکھنا ہو دیکھ لے۔

(۶) مسئلہ تعلیم پر ایک سرسری نظر

آنریبل مسٹر جھنامنی وزیر صیغۂ تعلیم صوبجات آگرہ واودہ کہتے ہین،
طلباء کے والدین اور سرپرست ترک موالات کے خلاف ہین - جس کا
یہ اثر ہوتا ہے کہ طلباء پر ایک قوم خود غرض اور مطلبی شورش پسندون
کے بہکانے مین آجانے کی حماقت ظاہر ہو جاتی ہے - طلباء کو جان لینا
چاہیئے کہ عارضی طور پر اسکول چہوڑنے سے بہی اون کا نہایت بیش قیمت
وقت ضایع ہوتا ہے - اور وہ ایک ایسی پریشانی مین مبتلا ہو جاتے ہین جو
اون کے مستقبل کے لئے نہایت مضرت رسان ہے - طلباء کے لئے یہہ بہتر
ہوگا کہ حامیان ترک موالات کے کہنے پر عمل کرنے سے پہلے خوب غور
کر لیا کرین ؛

کیا آپ کو معلوم نہین کہ متوفی مسٹر گوکہلے جس کو سارا ہندوستان
اپنا لیڈر مان چکا ہے - ایک قانون مقرر کرنا چاہتا تہا - جس کی رو سے
ہر لڑکا مدرسہ جانے کے لئے مجبور کیا جائے - کیا اوس وقت تم نے اون کی
رائے کو پسند نہ کیا تہا ؟ کیا اس قدر جلد تم اپنے لیڈر کی رائے کو بہول
گئے ؟ کیا تم سوراجیہ حاصل ہونے تک اپنی اولاد کو مدارس سے الگ
رکہنا چاہتے ہو ؟ سوراجیہ حاصل ہونے کے لئے خدا معلوم کتنے سال کی
ضرورت ہے - کیا اتنی مدت تک تمہارے نونہال مدرسون سے محروم
رکہے جاوینگے ؟ اور تعلیم کو خیرباد کہا جاوےگا ؟ اگر ایسا ہوگا تو کیا
یہ لڑکے جس وقت سوراج ملےگا حکومت کرنے کی صلاحیت پیدا کر سکینگے؟
ہرگز نہین - کیون گورنمنٹ کی امداد چہوڑتے ہو -

کیا رسول خدا اور خلفائے راشدین رض نے سلاطین کفار کے ہدایا
قبول نہ فرمائے ؟ جن مدارس مین توہین اسلام اور اصول اسلام کے

اخلاف نصاب ہو تو بیشک اس قسم کے اسکول یا کالج ہوں ان میں فقط انہیں امداد بلکہ تعلیم و تعلم سب حرام قطعی بلکہ مستلزم کفر ہے۔

کیا مدرسۂ ندوۃ العلماء کو جو گورنمنٹ امداد پانچسو روپیہ ماہانہ کی ملا کرتی تھی وہاں کا نصاب تعلیم بھی تشنگی تھا؟ جس کے سبب سے گورنمنٹ امداد موقوف کردی گئی؟ اور اب قوم سے دست سوال دراز کیا جاتا ہے۔

آج جو تعلیم کے مسئلہ کو ترک موالات کے سلسلہ میں داخل کیا جاتا ہے اور سرکاری و امدادی اسکولوں اور کالجوں کی تعلیم سے طلباء کو بازنہ کہا جاتا ہے۔ یہ یقیناً ترک موالات کے ذیل میں نہیں آسکتا۔ اور شرعاً اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ یہ خیال کہ ان درس گاہوں میں تعلیم پانا موالات کی ایک صورت ہے۔ اور مذہبًا ناجایز ہے۔ یقیناً غلط اور شریعت کے ساتھ تمسخر کرنا ہے۔ بیشک آزاد تعلیم کا خیال اپنی جگہ پر ایک قابل ستایش چیز ہے۔ لیکن یہ بھی کوئی نیا خیال نہیں ہے۔ قوم کے سربرآوردہ لیڈر اور ماہرین تعلیم مدت سے اس کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔

موجودہ طریقہ تعلیم میں جو بعض نقایص ہیں۔ جن کی اصلاح ضروری ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس کا حل کیوں کر کیا گیا ہے۔ خصوصاً مسلمان طلباء کو موجودہ تعلیم گاہوں سے دستکش ہونے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ لیکن اون کی تعلیم کے لئے کوئی جدید نظام قایم نہیں کیا جاتا۔ جس کا نتیجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتا کہ ان نوجوان طلباء کی تعلیمی زندگی بالکل برباد ہو جائے۔ اگر یہ کہا جائے کہ مذہبًا ترک تعلیم ضروری ہے تو اب تک قرآن مجید کی کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں کیا جاسکا۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ یہی کہا جاسکتا ہے کہ سیاسی نقطۂ نظر سے حالات حاضرہ پر اس پر عمل کرنا

ملک کے لئے مفید ہے تو یہ امر ہی بجائے خود مشتبہ ہے ۔

آج آپ کو بہتیرے لیڈر دکھائی دیتے ہیں جو بڑی بڑی ڈگریاں اپنے پیچھے لگائے ہوئے ہیں اونہوں نے کن مدارس میں تعلیم پایا ہے ؟ مسٹر گاندہی ۔ شوکت علی ۔ محمد علی ۔ آنریبلس سر عبد الرحیم ۔ سر سریندر ناتہ بنرجی ۔ و میاں محمد شفیع ۔ وغیرہ وغیرہ نے کونسی نیشنل کالجوں میں تعلیم حاصل کیا تہا ؟ کیا اس تعلیم نے اونہیں کوئی مضرت بخشی ہے ؟ کیا ڈاکٹر رابندر ناتہ ٹاگور ۔ یا سر سنکرن آیئر ۔ و لارڈ سنہا ۔ و سر علی امام ۔ و حسن امام صاحب کو اس تعلیم نے کچھہ نقصان پہونچایا ؟ یقیناً آپ ان حضرات کی نسبت بہی رائے دینگے کہ ہرگز ان کو کسی قسم کا نقصان موجودہ تعلیم سے نہیں پہونچا ۔

ہندوؤں کے اکثر سربرآوردہ لیڈر جن کی ساری عمر اپنی قوم کی خدمت اور گورنمنٹ کے برخلاف ایجی ٹیشن پہیلانے میں گذرتی ہے ۔ وہ بہی جہانتک تعلیم کا تعلق ہے اس موجودہ تحریک کے شدت سے مخالف ہیں اور اس کو خود سیاسی نقطہ نظر سے ملک کے لئے اور اپنی قوم کے لئے سخت خطرناک سمجہتے ہیں ۔ ان کو دیکہہ کر ایک لمحہ کے لئے بہی ہم یہ باور کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ اگر ہندو لیڈر ۔ اس تحریک کو ملک کے لئے مفید سمجہتے تو فوراً سرگرمی سے اسپر عمل شروع نہ کردیتے ۔

یہ حالت اوس قوم کی ہے ۔ جو تعداد ۔ دولت اور تعلیم میں ہم سے بدرجہا زیادہ ہے ۔ اور جس کے متعدد اسکول و کالج ہندوستان میں موجود ہیں ۔ مگر وہ اپنی دور اندیشی اور انجام بینی سے ہنگامی جوش سے متاثر ہوکر کوئی فوری کام کرنا نہیں چاہتی ۔ اور ایک لمحہ کے لئے نہ تو اپنے

مفاد سے چشم پوشی کرتی ہے اور نہ ہندو مسلم اتحاد کی خاطر ادنی سے ادنی مطالبہ سے دست کش ہونا چاہتی ہے۔ لیکن برخلاف اس کے مسلمانوں کی جو حالت ہے وہ روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔

ہم آپ کو یہاں پر سارے ہندوستان کا حال تو کیا بتائیں صرف صوبۂ مدراس کا ہی ذکر کرکے اس تعلیمی مسئلہ کو ختم کرتے ہیں۔ اس صوبہ میں تقریباً ۷ لاکھ لڑکے اور لڑکیاں ایسے مدارس میں زیر تعلیم ہیں جن کو گورنمنٹ امداد دیتی ہے۔ اب آپ ہی خیال کریں کہ اس قدر طلبا کی حسب ضرورت قومی مدارس قایم کرنے کے لئے ہمیں کتنے سال کی مدت درکار ہے اور اُن کے مصارف کے کون ذمہ دار ہوں گے؟

دُور کیوں جاتے ہو اسی شہر بنگلور ہی میں آپ نے تجربہ کر لیا ہوگا کہ کس عجلت سے ایک نیشنل اسکول کی بنیاد رکھی گئی۔ اور اس ۶ ماہ کے عرصہ میں جو اوس کی حالت ہوی ہے خود دیکھ لو۔ اس ایک اسکول کے اخراجات ہی بغیر چندے کے پورے نہیں ہو سکتے ہیں۔ جس میں مشکل سے زاید لڑکے نہیں ہیں تو ۷ لاکھ لڑکے اور لڑکیوں کا بندوبست ہم سے کیونکر ہو سکتا ہے؟

مانا کہ مسٹر گاندھی ایک عاقل آدمی ہیں۔ اور مسٹرز شوکت علی و محمد علی وغیرہم اون کے ہم خیال۔ مگر وہ بھی بغیر چندہ جمع کرنے۔ اور لوگوں کے آگے دست سوال دراز کرنے کے خود کچھ کر نہیں سکتے۔

ہندو تو بقول مسٹر گاندھی چرخہ کات کر گاڑہا موٹا کھدڑ ہی پہن لیں گے مگر مسلمانوں سے ہرگز نہ چرخہ کاتا جائیگا نہ موٹا کپڑا پہنا جائے گا۔ تو ایسی صورت میں مسلمانوں کا جو حال ہوگا آپ خود غور کر لیں۔

مولانا محمود الحسن صاحب مرحوم نے اپنے فتوے میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ "وہ اس وقت جو خلجان بعض طلباء کو پیش آرہا ہے۔ عہد نبوت میں بھی بعض مومنین کو پیش آیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ص کی خدمت مبارک میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ص کفار سے بالکل علیحدگی اور قطع تعلق کس طرح ہوسکتا ہے۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو ہم اپنے ماں باپ اپنے بھائیوں اور اپنے خویش واقارب سے چھوٹ جائیں گے۔ ہماری تجارتیں تباہ ہوجائیں گی۔ ہمارے اموال ضایع ہوں گے۔ اور ہماری بستیاں اجڑ جائیں گی۔ اس کا جواب حق تعالی نے یہ عنایت فرمایا کہ :—

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآءُكُمْ الخ کہہ دو تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور مال جو تم نے کمایا ہے۔ اور تجارت جس کی کساد بازاری سے تم ڈرتے ہو اور مکانات جو تم کو پسند ہیں۔ اگر یہ سب تم کو خدا و خدا کے رسول ص اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں تو منتظر رہو تاکہ لے آوے اللہ اپنے حکم کو اور اللہ دستگیری نہیں کرتا اوس قوم کی جو نافرمان ہو۔"

یہ وہ دلیل ہے جو والدین اور اعزہ کی عدول حکمی کے جواز میں پیش کی گئی ہے۔ لیکن یہ استدلال کسی طرح صحیح نہیں۔ اس لئے کہ حضور اقدس ص کے زمانہ میں بہت سے لوگ اسلام وایمان لے آئے تھے اور اون کے والدین و خویش واقربا اپنے دین یعنے کفر پر قایم تھے۔ اس لئے اون نومسلموں نے آنحضرت ص سے دریافت کیا تھا۔ مگر اس وقت ہماری یہ حالت نہیں ہے کیونکہ بحمد اللہ ہمارے طلباء کے والدین خود مسلمان ہیں۔ اللہ تعالی نے تو صرف اون اعزہ واقربا سے ترک تعلق کا حکم فرمایا ہے جو مشرک وکافر تھے۔ نہ کہ مسلمان والدین

ہے۔ جن کی اطاعت اور فرمان بر داری کا قطعی حکم قرآن مجید میں متعدد جگہہ آچکا ہے۔ جب واقعات و حالات ہی مختلف ہیں تو کھینچ تان کر آیات قرآنی کو حالات حاضرہ پر استدلال کرنا صریح غلطی ہے۔ بلکہ آیات ربانی کا مضحکہ اڑانا ہے۔

حامیانِ ترکِ موالات خود تارکِ موالات نہیں ہیں

خداوند تعالے فرماتا ہے۔ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ ترجمہ۔ ایسی بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے۔ اللہ کے نزدیک کہنا اور خود نہ کرنا برابر ہے۔

مسٹر محمد علی کے موالات مسٹر کیمبل مجسٹریٹ ضلع سے

وہ شیفتہ کہ دھوم تھی حضرت کے زہد کی
میں کیا کہوں کہ رات مجھے کس کے گھر ملے

حامیین ترک موالات نے اپنی تقریروں۔ مولویوں کے فتووں۔ اخباری مضامین۔ اور رسالوں کے ذریعہ اس پر بار بار زور دیا ہے کہ انگریزوں کے ساتھہ ترک موالات فرض عین ہے۔ جو اس پر عامل نہ ہو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ مسٹر محمد علی کا قدم اس خصوص میں سب سے آگے ہے۔ آپ اس تحریک کو "دعوت حق" سے موسوم کرتے اور موقع و بے موقع تقریروں اور تحریروں میں مسلمانوں کو اس خود ساختہ "دعوت حق" پر متوجہ کرتے رہتے ہیں۔ جب مسٹر کیمبل مجسٹریٹ ضلع نے مسٹر محمد علی کو اپنے بنگلہ پر چاء نوشی کے لئے مدعو کیا۔ جہاں پر دوسرے یوروپین افسر بھی

مدعو تھے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ یہ دعوت امتحاناً تھی یا مزاحاً۔ یا بطور تعلقات محبت و مروت کے۔ اتنا معلوم ہے کہ مسٹر محمد علی نے بطیب خاطر دعوت قبول کی۔ اور راویان موافقت شعار و ناقلان عدالت آثار روایت کرتے ہیں کہ یہ پُر لطف و پُر کیف صحبت اور موالات کا یہ "عمل" دیر تک رہا۔ سچ۔ اور جو کچھ کہ ہوا قابل اظہار نہیں۔ کیا خوب!! اوروں پر تو یہ قدغن کہ انگریزی قوم سے۔ گورنمنٹ حکام سے دور بھاگو تعلقات منقطع کردو"۔ بچوں کو ایسے مدارس کے پاس نہ جانے دو جو کسی سرکاری محکمہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ یا جن کو خزانہ سرکاری سے مالی مدد ملتی ہو۔ اور خود بدولت کا یہ عمل ہے کہ انگریزی قوم کے ایک فرد سے جو گورنمنٹ کا بھی اہم جزو ہے۔ یہ اختلاط و ارتباط !!

معشوق ما بشیوهٔ عشوه گری خوش است
با ما شراب خورد و به زاهد نماز کرد

مولانا محمود الحسن صاحب مرحوم کے اعزہ اور گھر والوں کے موالات گورنمنٹ کے ساتھ

تو بخویشتن که کردی که با کنی نظیری
بخدا که واجب آمد ز توا احتراز کردن

ترک موالات تو مسٹر گاندھی کے جدت آفرین دماغ کا نتیجہ ہے۔ علماے اسلام میں سے جو اصحاب اس وقت میدان سیاست میں سرگرم جولان ہیں ان میں مولوی عبد الباری صاحب فرنگی محلی تو گاندھی جی کی "پس روی" پر فخر و مباہات کرتے اور ایک بت پرست کی رہبری

رہنمائی پر نازاں ہو کر سیاسی میخانہ کے پیر مغاں کی تبعیت و تقلید کا بلند آہنگی سے اعلان کر رہے ہیں :-

بمئی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ مشرک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

لیکن مرحوم مولانا دیوبندی اس تحریک کو ترک موالات سے موسوم کرتے ہیں۔ اور اپنی تحریروں اور فتوے میں ترک موالات کو ہر بالغ مسلم و مسلمہ پر فرض عین قرار دیا ہے۔ خطاب یافتہ خطاب واپس کریں۔ ملازم سرکار ملازمت سے دست کش ہوں۔ کونسلوں میں ممبر نہ ہوں۔ وکیل وکالت ترک کریں۔ طلباء سرکاری وامدادی مدارس سے قطع تعلق کریں۔ اور یونیورسٹی کے امتحان میں شریک نہ ہوں وقس علیٰ ھذا۔

ہم خاک نشینان بوریائے مذلت کو مولانائے مرحوم جیسے مسند نشینان قدوسیت کے اجتہاد پر حرف گیری مقصود نہیں۔ بلکہ یہ عرض کرنا ہے کہ ترک موالات کی تبلیغ میں باتباع شریعت حقہ کیا مولانائے مرحوم پر حضور سرور کائنات صلعم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی واجب نہ تھی؟ تبلیغ رسالت میں خداوند کریم اپنے رسول مقبول صلعم کو ارشاد فرماتا ہے کہ سب سے پہلے تم اپنے اعزہ و اقربا اور گھر والوں کو "دعوت حق" دو۔ اور غیروں کو تبلیغ کرنے سے پہلے اپنوں کو پیغام حق سناؤ۔ وَاَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ۔ ترجمہ۔ یعنے اپنے خاندان و کنبہ والوں کو ڈراؤ۔ کیا مولانائے مرحوم نے اس فرض کو ادا کیا تھا؟ واقعات ثابت کر رہے ہیں کہ نہیں کیا۔ کیونکہ مرحوم کے خود سگے بھائی ضلع مظفرنگر

ہین پیشکار کلکٹری ہین - اون کے داماد - بھانجے - بھتیجے و دیگر اعزہ گورنمنٹ کے مختلف محکمون اور بالخصوص سررشتۂ تعلیم ہین ملازم ہین - اون کے متعدد اعزہ دیگر محکمہائے سرکاری سے پنشن پاتے ہین - اور اس طرح جس گورنمنٹ سے ترک موالات فرض عین بتائی گئی ہے - اوسی کے روپیہ سے مولانا مرحوم کے گھروالون اور قریبی عزیزون کی پرورش ہوتی ہے - اگر وہ اس وقت زندہ رہتے تو ہم باادب تمام دریافت کرتے تھے کہ ترک موالات کی تلقین کیا صرف غیرون کے لئے ہے ؟ کیا گورنمنٹ امدادی مدارس سے قطع تعلق کا فرض مسلمان طلبا ہی کے لئے ہے - اور خود اون کے داماد اور بھانجے اس سے مستثنیٰ نہین ؟ کیا سرکاری امدادی مدارس مین پڑہانا جایز ہے اور پڑہنا جایز نہین ؟ :-

ہر یکے ناصح برائے دیگران
ناصح خود یافتم کم در جہان

اہل کتاب کے ساتھ معاہدات کا جواز

"تاریخ شاہد ہے کہ خود آنحضرت ؐ نے یہود سے جو اوس زمانہ مین اسلام کے سب سے بڑے دشمن تھے معاہدات کئے ہین - جس کو ہم علامۂ شبلی کی مشہور تصنیف سیرۃ النبی سے نقل کرتے ہین :-

" جب آنحضرت ؐ مدینہ مین تشریف لائے تو پہلا کام یہ تہا کہ مسلمان اور یہودیون کے تعلقات واضح اور منضبط ہوجاوین - آپنے یہود و انصار کو بلا کر حسب ذیل شرایط پر ایک معاہدہ لکھوایا - جس کو دونون

فریق نے منظور کیا۔ یہ معاہدہ ابن ہشام مین پورا مذکور ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔ :-

(۱) خون بہا اور فدیہ کا جو طریقہ پہلے سے چلا آتا تہا۔ اب بہی قایم رہے گا۔

(۲) یہود کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ اور اون کے مذہبی امور سے کوئی تعرض نہین کیا جائے گا۔

(۳) یہود اور مسلمان باہم دوستانہ برتاؤ رکہین گے۔

(۴) یہود یا مسلمانون کو کسی سے لڑائی پیش آئے گی تو ایک فریق دوسرے کی مدد کرے گا۔

(۵) کوئی قریش کو امان نہ دے گا۔

(۶) مدینہ پر کوئی حملہ ہوگا تو دونون فریق شریک یکدیگر ہونگے وغیرہ وغیرہ

یہ وہ معاہدہ ہے جس کو رسول خداؐ نے خود بیٹہہ کر قلم بند کرایا ہے۔ اور اوس کی دفعات ۳، ۴ و ۶ مین یہودیون کے ساتہ دوستانہ برتاؤ رکہنے اور لڑائی کی حالت مین اُن کی مدد کرنے اور اون سے مدد لینے کی شرایط موجود ہین۔"

اب حامیان ترک موالات ارشاد فرمائین کہ یہ معاملہ از روے شرع شریف جایز تہا یا نہین؟ حقیقت یہ ہے کہ نماز روزے کے مسائل بتادینا اور بات ہے اور معاملات سیاست جدا گانہ چیز ہے۔

اب اگر کوئی یہ دعوے کرے کہ کفار مکہ سے ساتہ ترک تعلقات واجب نہ تہا۔ اور دوسرے کفار بالخصوص انگریزون کے ساتہ واجب ہے تو اون کو اس فرق کی وجہ بیان کرنی چاہیئے۔ کفار مکہ مسلمانون کو حرم اللہ مین

نماز پڑھنے سے روکتے تھے۔ اسلام لانے پر سخت سے سخت ایذائین دیتے تھے۔ آنحضرت ص کی بے انتہا مذمت کرتے تھے۔ آپ کی شان مین بیہودہ کلمات استعمال کرتے تھے۔ قرآن کے ساتھ بے ادبی اور تمسخر کرتے تھے۔

ان کل باتون کے باوجود بھی جب مسلمانون کو اون کے ساتھ ترک تعلقات کا حکم نہ ہوا تو۔ جو حکومت مسلمانون کو اون کے مذہبی شعائر مین پوری آزادی دے رکھی ہے۔ اون کے جان و مال و آبرو کی محافظ ہے۔ قرآن اور رسولؐ کی بے حرمتی کو قانوناً جرم قرار دیتی ہے۔ بیت اللہ و بیت الرسول ص و حرم ثالث کی زیارت سے نہین روکتی۔ اوس کے ساتھ ترک تعلقات کسطرح واجب ہوسکتا ہے؟۔

ہم نہایت ادب سے اون خود ساختہ لیڈران قوم سے جن کی آنکھون پر اس وقت سیاست کا گہرا پردہ پڑا ہوا ہے۔ یہ گذارش کرتے ہین کہ وہ ذرا کتب سیر کی ورق گردانی کرین۔ اور صحابہ رضہ کے اس طریق عمل پر بھی نظر ڈالین جو انہون نے ہجرت حبشہ کے موقع پر اختیار کیا تھا۔ یہان بھی ہم بنظر احتیاط "سیرۃ النبی" کی عبارت بجنسہ نقل کئے دیتے ہین۔ تاکہ مخالفین کو تحریف کا شبہہ نہ ہوسکے۔

"اوسی اثنا مین کسی دشمن نے نجاشی کے ملک پر حملہ کیا (جو عیسائی بادشاہ تھا) نجاشی اس کے مقابلہ کے لئے خود گیا۔ (مہاجرین) صحابہ رضہ نے مشورہ کیا کہ ہم مین سے ایک شخص (نجاشی کے ساتھ) جائے اور خبر بھیجتا رہے۔ کہ اگر ضرورت ہو تو ہم بھی نجاشی کی مدد کے لئے آئین حضرت زبیر رضہ اگرچہ کم سن تھے لیکن انہون نے اس خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ مشک کے سہارے دریائے نیل تیر کر رزمگاہ مین

پہنچے - ادہر صحابہ رضہ نجاشی کی فتح کے لئے خدا سے دعائیں مانگتے تھے -
چند روز بعد حضرت زبیر رضہ واپس آئے اور خوشخبری سنائی کہ
نجاشی کو خدا نے فتح دی "

یہ تمام واقعہ مسند امام احمد حنبل رضہ مین مذکور ہے - ابن ہشام اور مورخ یعقوبی نے بہی اسے تفصیل کے ساتہ لکہا ہے - اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اس کے رواۃ ثقہ ہین -

اب متفقہ فتوے جمعیتہ العلماء کے مفتیان ہی ارشاد فرمائین کہ اگر ہر نصرانی بادشاہ کی اعانت حرام ہوتی تو حضرات صحابہ رضہ خود بخود بلا کسی قسم کے جبر و اکراہ کے ایک عیسائی سلطنت کی مدد کے لئے جہان وہ عارضی طور سے پناہ گزین تہے کیون اس قدر مستعدی کا اظہار فرماتے -

ظاہر ہے کہ ان صحابہ رضہ کی حیثیت اس وقت رعایا کی تہی - اورانہون نے مستامن ہونے کے سبب سے اپنے محسن کی ہر قسم کی مدد جایز سمجہی - پہر یہ بات ہماری سمجہ مین نہین آتی کہ باوجود اس امن و آزادی کے جو آج ہمین اپنے مذہب مین حاصل ہے - ہم سے کس شرعی دلیل کی بنا پر یہ کہا جاتا ہے کہ حکومت سے ہر قسم کے وفادارانہ تعلقات منقطع کر لو! متفقہ فتوے علماء ہند کا حکم سراسر بے انصافی اور خود داری پر مبنی ہے -

جمعیتہ العلمائے ہند کا اپنے فتوے مین نصاری کی تخصیص نص قرانی کے خلاف ہے - اور کسی طرح قابل پذیرائی نہین - اگر جملہ کفار و مشرکین سے ترک معاملت کا حکم دیا جاتا تو بہی صحیح تہا - جنہون نے ہمین خارج البلد کرنے مین مدد کیا ہو - لیکن سیاسی علماء سے ایسے

تدین کی امید کرنا عبث ہے۔ بقول شخصے۔

جب مسیحا دشمن جاں ہو تو کب ہو زندگی
کون رہ بتلا سکے جب خضر بہکانے لگے

مسلمانو یاد رکھو! ہماری شریعت ہرگز ہمیں یہ حکم نہیں دیتی ہے کہ چاہے اسلام رہے یا جائے۔ لیکن نصاریٰ سے ترک موالات ضرور کرنا چاہیئے۔ اگر ایسا ہوتا تو۔ ہم ابھی اوپر بتا چکے ہیں کہ رسول خدا صلعم ہرگز کفار کے ساتھ جارحانہ و مدافعانہ معاہدے نہ فرماتے۔ نہ اون سے دوستانہ برتاؤ یا اون کی اعانت کی شرایط پر رضامندی ظاہر فرماتے اور نہ صحابۂ کرام رض حبشہ کے عیسائی بادشاہ کی مدد کے لئے خود بخود کمربستہ ہو جاتے۔ واقعہ یہ ہے کہ اُن مصائب کی وجہ سے جو اس وقت غیر مسلم اقوام کی بوالہوسی سے ہم پر ٹوٹ پڑے ہیں۔ ہمارے قوت فیصلہ میں توازن قایم نہیں رہا ہے۔ اور انتقامی جذبہ کا یہی تقاضہ ہے کہ۔ مصرع

ہم تو ڈوبے ہیں مگر تم کو بھی لے ڈوبیں گے

۲۹ اکتوبر ۱۹۲۰ء کے وعظ میں جو علی گڈھ کالج کی مسجد میں دیا گیا مولوی ابوالکلام آزاد۔ اور مولوی عبدالماجد صاحب بدایونی نے بار بار۔ یہ کہا کہ نان کوآپریشن ایک مذہبی فرض ہے۔ اور اسلام ہی اس کا حکم دیتا ہے۔ اس لئے لوگوں کا یہ اعتراض کہ ہندو کالج بنارس۔ اس تحریک میں کیوں شریک نہ ہوا۔ محض لغو ہے۔ نان کوآپریشن تعلیم قرآنی کا نتیجہ ہے نہ کہ وید یا شاستر کا۔ اس لئے ہمیں (یعنے مسلمانوں کو) اس پر عمل کرنا چاہیئے"

اس کے جواب میں مولوی عبدالباری صاحب فرنگی محلی کا خط جو انہوں

نے - مسٹر نظامی صاحب کے نام بھیجا تھا۔ جس کی اشاعت تمام ملک میں ہو چکی ہے ملاحظہ ہو :-

۲۰ - شوال ۱۳۳۸ھ فرنگی محل لکھنو۔

مکرمی دام مجدکم - السلام علیکم -

جناب کا تار وصول ہوا" فقیر نان کو آپریشن کے مسئلہ میں بالکل پس رو گاندہی صاحب کا ہے" کیونکہ اس طریق کار کا واقف کار نہیں ہے " اون کو اپنا رہنما بنا لیا ہے " جو وہ کہتے ہیں وہی مانتا ہوں " میرا حال تو سر دست اس شعر کے موافق ہے :-

عمرے کہ بآیات و احادیث گذشت

رفتی و نثار بت پرستی کردی

بوقت ہجرت حضور سرور عالم ص نے ایک راہ نما لیا تھا۔ غیر مسلم مشرک تھا " اس وقت میں نے بھی اسی سنت نبویہ کی اتباع کی ہے۔ جب تک یہ راہ طے نہ ہو اس کی پیروی مناسب ہے۔ فقط

فقیر محمد عبد الباری عفا اللہ عنہ

کیا اس تحریر سے یہ ثابت نہیں ہے کہ ترک تعلقات کی جو تحریک اس وقت ہندوستان میں پھیلائی جا رہی ہے وہ محض سیاسی ہے اگر فی الواقع اس کا تعلق جیسا کہ مولوی ابو الکلام آزاد - اور مولوی عبد الماجد صاحب بدایونی نے مذہبی فرض ثابت کرتے ہیں۔ مذہب سے ہے تو یہ بات ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ کہ اس طریق کا واقف ایک عالم دین تو نہ ہو بلکہ مسٹر گاندہی ہو - اور علمائے دین اوسکی پیروی کریں سنہ ۶ میں آنحضرت ص نے جس کیطرف اپنے یادگار میں ان کو وہ حقوق

بخشے ہیں جو انہیں کبھی عیسائیوں کی سلطنت میں بھی نہ بخشے گئے تھے۔ اس آزادانہ بخشش پر اسلام ہمیشہ فخر کرے گا۔ مسلمان مورخین نے نہایت ایمانداری سے اس معاہدہ کو پورا پورا اپنی تاریخوں میں درج کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ حقوق یہ ہیں :-

"جو مسلمان ان باتوں کی جو اس فرمان میں منضبط ہیں مخالفت کرے۔ یا ان پر عملدرآمد کرنے سے جی چرائے تو وہ مسلمان خدا کے فرمان کا منکر سمجھا جائے گا۔ اور خدا کا بڑا گنہگار ٹھہرے گا۔ اور یہ سمجھا جائے گا کہ گویا اس نے خدا کے دین کی حقارت کی۔ رسولؐ خدا نے اپنے اور اپنے پیروان پر یہ لازم کر دیا ہے۔ اور ہر مسلمان کو یہ تاکید کر دی جاتی ہے۔ کہ ہمیشہ عیسائیوں کی حفاظت کریں۔ اُن کے گرجاؤں کی دستگیری اور نگرانی کریں۔ اور اُن مکانوں کی خبرداری کریں جہاں پادری رہتے ہیں۔ اور تمام نقصانات اور آفات سے اُن کے سینہ سپر رہیں۔ اُن سے ہرگز ناموزوں طریقہ سے ٹیکس نہ لیا جائے۔ بشپ ہرگز اپنی بشپی سے علیحدہ نہ کیا جائے۔ کوئی عیسائی کبھی اس بات پر مجبور نہ کیا جائے کہ وہ اپنے دین کو ترک کر دے۔ کوئی بطریق اپنے عہدہ سے برطرف نہ کیا جائے ؛" اگر عیسائی اپنے گرجوں یا خانقاہوں کی مرمت کے لئے یا اور مذہبی ضروریات پورا کرنے کے لئے روپیہ وغیرہ کے حاجتمند ہوں تو مسلمانوں کو چاہیئے کہ اون کی مدد کریں۔ مگر یہ مدد کرنا وہ اپنا مذہبی اصول نہ سمجھیں۔ بلکہ اون کی مدد کرنی ضروری امور میں سے خیال کریں۔ اور جہاں تک ہو ہر ضرورت میں اون کی مدد کریں اور اون کی مصیبت میں شریک ہوں۔ اِن قواعد اور احکام کی پیروی

ی مسلمانون پہ فرض ہے کہ وہ خدا اور اُس کے نبیؐ کی طرف سے سمجھ کے اِن احکام پہ عمل کرین " اگر مسلمان باہر عیسائیون سے جنگ کرنے مین مشغول ہون تو انہین لازم ہے کہ وہ ان عیسائیون سے جو اِن مین زندگی بسر کرتے ہین کبھی حقارت سے پیش نہ آئین - اگر کوئی مسلمان برُے طور سے ایسے وقت مین عیسائی سے پیش آیا تو گویا اوس نے نبیؐ کے احکام کی مخالفت کی فقط "

(یہ ہے آنحضرت صلعم کا فرمان جو کتب تواریخ مین لکھا ہے - یہ ہے اخلاق محمدیؐ کا نمونہ جس پہ ہر مسلمان کو چلنا فرض ہے -)

اسلام کی بنیاد اول روز سے تمدن انسانی کے اعلیٰ پیمانہ پر قایم کی گئی ہے - اپنے دشمنون کے ساتھ بھی دوستی اور سلوک کرنے کی بہت شد و مد سے اجازت ملی ہے - جب تک کسی قوم مین محسن پرستی کا جوہر نہین ہوتا وہ متمدن اقوام مین وحشی گنی جاتی ہے - اپنے منعم اور محسن کو حتیٰ الامکان اپنے تن من دھن سے مدد دینا - اور ہر ممکن سلوک اُس کے ساتھ کرنا امن اور ملکی اور قومی ترقی کا بڑا ضامن ہے -

جس حکومت مین ہم بآرام زندگی بسر کرتے ہین - ہماری جان - ہمارے مال - اور ہمارے حقوق - ہماری مذہبی آزادی انتہا درجہ محفوظ ہے - ہمین اپنے مذہبی فرایض کے ادا کرنے مین کوئی روک ٹوک نہین ہے - وہ تقریبات رسمیہ جنہین واقعی مذہب اسلام سے کوئی بھی تعلق نہین ہے - ہم بآزادی کرتے ہین اور اُن کی حکومت کی طرف سے کافی حفاظت ہوتی ہے - نہ صرف فرایض اسلام کی انجام دہی بلکہ اشاعت اسلام کے ذرایع بھی بالکل ہمارے ہی ہاتھ مین ہین - الغرض کسی امر مین غرض ہمارا

مزاحم نہین ہے تو ہم پر بحکم خداے کریم و قرآن عظیم ایسی حکومت کے سا نہ سلوک کرنا اور ان کا دوست بننا اور اون کے ساتہ ہر قسم کا ممکن احسان کرنا فرض ہوا۔ وہ مسلمان نہین ہے جو اِن باتون سے دل تنگ ہو۔ اور اِس کا بنا وٹی اسلام ہے جو اس حکم خداوندی سے جو لَا یَنۡھٰکُمُ اللّٰہُ کی آیت مین ہے منہہ پہیرے۔ (از تفسیر الفرقان)

خلافت کو پس پشت ڈالدو

اوسی ماہ اکتوبر کی ۲۱ تاریخ کو علیگڈہ کے لائل لائبریری کے میدان مین مسٹر محمد علی نے اپنی تقریر مین یون کہا تہا کہ " ہمین فی الحال خلافت کی تحریک کو پس پشت ڈال دینا چاہیئے۔ اور اپنی پوری قوت سے ملک کی آزادی حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنا چاہیئے "

اس سے اہل بصیرت کو سمجہہ لینا چاہیئے کہ اس تمام شورش سے تحصیل سوراج مقصود ہے۔ اور خلافت و مذہب کی آڑ محض اسلئے پکڑی گئی ہے کہ مسلمانون کو مشتعل کرکے ہندوؤن کا ہم خیال بنایا جاوے کیونکہ یہ بات مسلمات سے ہے کہ جب تک یہ دونون قومین متحد ہوکر ملک کی آزادی کا مطالبہ نہ کرینگی اوس وقت تک کامیابی ناممکن ہے۔ رہا چندے کی وصولی اور روپیہ جمع کرنے کے واسطے مظالم سمرنا وغیرہ کافی ہین۔

ابہی حال ہی مین ۱۴ اپریل کو بنگلور مین مسٹر شوکت علی و مسٹر محمد علی وغیرہ تشریف لائے تہے۔ مسلمانانِ بنگلور نے مظالم سمرنا کی امداد کے واسطے ۲۰ ہزار کے قریب روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اگر حصول سوراج کے لئے

وصیہ طلب کیا جاتا تو شاید ۲۰ سو روپیہ بھی بمشکل جمع ہوتے تھے۔ حالانکہ نیشنل اسکول کے ماہوار ہی چندہ۔ ہمیں سنا گیا کہ بہت کمی واقع ہو گئی ہے۔ اس کا اب تک کچھہ تدارک نہیں کیا گیا۔

مسلمانو! دیکھا تم نے یہ حمایت سلطنت اسلام ہے۔ ہمدردی ترک اس کا نام ہے۔ یہ چندے کیا وہ تمہارے ترک بھائیون کے لئے کر رہے ہین؟ نہیں ہرگز نہیں۔ وہ اپنے ہندو بھائیون کے لئے کر رہے ہین جنکے سوراج کو دین مانتے ہین۔ دیکھو مسٹر ابو الکلام آزاد نے کہا "کوشش اور لڑائی صرف اماکن مقدسہ اور خلافت کے لئے نہیں بلکہ ہندوستان کو حکومت خود اختیاری دلانے کے لئے ہے اگر خلافت کا خاطر خواہ فیصلہ ہو بھی جائے۔ تاہم ہمارے لئے جدوجہد جاری رہیگی اوس وقت تک کہ ہم گنگا اور جمنا کی مقدس زمین کو آزاد نہ کرلین"

"مسٹر شوکت علی اور محمد علی نے کہا کہ مسئلہ خلافت طے کر رکھو۔ ہندوستان کی آزادی کی فکر کرو۔ ہم ہندی قوم پرست ہین۔ ہمارا فرض ہے کہ اگر ترکی بھی ہندوستان پر چڑہائی کرے تو ہم اوس کے خلاف تلوار اوٹھائین اور یہ بھی کہ ہمارا نصب العین سلطنت خود اختیاری حاصل کرنا ہے۔ اور ترک موالات اوس کا ذریعہ ہے" یہ ہے حمایت ترک وحفاظت اماکن مقدسہ ومظالم سمرنا وغیرہ وغیرہ کے نام لیکر چندے وصول کرنے کا اندرونی راز۔

مسلمانو! تم جانو اور تمہارا دین وایمان۔ اس پر بھی آپ دل کہولکر چندے دیا کرو۔ اور اپنی عقل بجا رکھہ کر جو چندہ وغیرہ نہ دے۔ اور ان کی کارروائیون پر اعتراض کرے تو اون کو مخالفین خلافت کے نام

سے پیروان مشرکین میں بدنام کرو - ایسوں کو مدد کرنے کے لئے خداوند کریم کیا فرماتا ہے - فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ط ترجمہ - یہ خرچ کریں گے پھر قیامت میں یہ ان کے لئے پچھتانا ہوگا کہ ہائے مال بھی دیا اور خدا کا غضب بھی اوپر لیا -

افضل العلماء الاعلام حکیم الامۃ حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب مدظلہم کے فتوے کا اقتباس

"کفار کے ساتھ ایسا خلط ملط نہ کرو کہ اپنی صورت اور وضع کو چھوڑ کر اُن کی صورت وضع اختیار کر لو"

"جو باتیں پہلے سے جایز نہیں وہ اس وقت بھی جایز ہیں - انگریزی پڑھنا اور پڑھانا ان شرایط کے ساتھ پہلے جایز تھا اب بھی جایز ہے"

"اور جن شرایط کے بغیر پہلے ممنوع تھا اب بھی ممنوع ہے" "اسیطرح جو انگریزی ملازمتیں پہلے جایز تھیں اب بھی جایز ہیں" اور جو پہلے حرام تھیں وہ اب بھی حرام ہیں" صورت موجودہ کی وجہ سے ان احکام میں تغیر نہیں ہو سکتا"

"مسئلہ موالات میں اُن چیزوں کو اگرچہ وہ فی نفسہ مباح ہوں داخل کرکے حرام کہنا کسی طرح صحیح نہیں"

"پس یہ بات اب بخوبی ثابت ہو گئی کہ کفار کے ساتھ ملازمت اور بیع وشرا اور لین دین کے تعلقات قایم رکھنا ہر حالت میں درست ہیں - مغلوبیت میں بھی اور غلبہ کی صورت میں بھی - اور اہل ذمہ سے بھی اور اہل حرب سے بھی" "ملازمت کے جواز کا ثبوت" "حضرت علی رض کے واقعہ سے ملتا ہے"

چا نے یہودی کے باغ میں چھواروں کے عوض پانی بھرا تھا۔ پس ملازمت اور تجارتی تعلقات "موالات میں ہرگز داخل نہیں"

"موالات ممنوعہ یہ ہے جو آج کل لیڈران قوم ہندوؤں کے ساتھ کر رہے ہیں" مولوی عبدالباری صاحب لکچر کانپور ۴ا ؍رجب میں فرماتے ہیں۔

"وہ بہادر قوم ہماری مصیبت کے وقت خلوص کے ساتھ ہمدردی کر کے ہم کو اپنا دلی دوست بنانا چاہتی ہے"

"ہم مولوی صاحب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ ہندوؤں کا دلی دوست بننا کیا یہ وہ موالات نہیں ہے؟ جس کی قرآن میں ممانعت کی گئی ہے"

"افسوس ہندوؤں کے ساتھ خلوص اور مودت اور (دلی) دوستی کرنا۔ اور اون کو اپنا پیشوا و امام بنانا اور آیات و احادیث بیان کر کے گذری ہوئی کو اون پر نثار کرنا۔ اور اون کے اتباع کو سنت نبوی ٹھہرا دینا" یہ تو موالات نہ ہو۔ اور ایک قوم (انگریز) سے معاملات اور لین دین کرنا اور اس کی ملازمت اپنے دنیوی نفع کے لئے کرنا موالات محرمہ میں داخل ہو کر ممنوع ہو جائے۔" لہذا ترک موالات کے مسئلہ سے ترک تعلقات ملازمت وغیرہ کا وجوب کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اگر جائز ملازمت کے چھوڑنے سے رزق کی تنگی اور پریشانی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو اُس صورت میں ملازمت ترک کرنا جائز نہ ہوگا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ترک موالات اور چیز ہے۔ ترک معاملات دوسری شئی ہے۔ شریعت میں ترک معاملات کا ثبوت نہیں ہے۔

عام مسلمان ایک سخت غلطی میں مبتلا ہیں۔ وہ یہ کہ جو حقیقت موالات ہے اس کو نہیں چھوڑتے اور جو موالات نہیں ہے اس کو خواہ مخواہ موالات

قرار دے کر اُس ترک پر زور دیتے ہین - چنانچہ وہ خطابات واپس کر
اور ملازمتین چھوڑتے ہین - حالانکہ یہ امور موالات مین داخل نہین
ہین - مگر وہ الحاد و زندقہ - فسق و فجور - حب دنیا - حب جاہ - اور کفار
کے وہ اوضاع و اطوار نہین چھوڑتے جو اونہون نے یورپ سے لئے
ہین - اور جو کہ حقیقتاً موالات ہین - پس مسلمانون کو چاہئیے کہ اس
موالات کو سب سے پہلے چھوڑ دین - اور اپنی صورت - اپنا لباس -
اپنی معاشرت - اپنے خیالات اسلامی طریقہ پر بنائین" اور لیڈرون کی
گاڑیان کہینچنا - ان پہ پہول برسانا - اون کے استقبال کے لئے
آرائشین وغیرہ - اہل یورپ کی طرح (اسلامی جلسون مین)
فیشن و پاس کرنا - ڈاڑہیان منڈہوانا - مونچہین بڑہانا -
پتلون و پہننا - یا ... صورت بنانا - یہ سب اوضاع و
اطوار کفار مین داخل ہین ... ن کا ارتکاب یقیناً موالات کفار
ہے - عوام سے تو چندان ... ب نہین مگر افسوس علماء پر ہے کہ وہ بہی
ان ... مین مبتلا ہین - اور برابر ان خرافات مین شریک ہوتے
اور اوس کو دیکہتے ہین - مگر دوسرون کو تنبیہہ کرتے ہین نہ خود
متنبہہ ہوتے ہین -

"حکومت سے ترک تعلقات مین دینی و دنیوی دونون قسم کے
نقصانات ہین - کیونکہ مسلمان عموماً نہ تجارت جانتے ہین نہ صنعت و
حرفت مین اون کو زیادہ دخل ہے - اور نہ اون کے پاس روپیہ ہے
نہ جائیداد - پس جائز ملازمتین چھوڑنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ معاشی کی
طرف سے نہایت پریشان ہون گے - جس کی حدیث مین ممانعت ہے

رسول خدا نے کہ جب حق تعالیٰ کسی ذریعہ سے تم کو نفع پہنچاتے رہین
تو اسکو نہ چھوڑنا چاہیئے۔ جب تک کہ وہ ذریعہ خود ہی نہ بدل جائے۔
(مشکوٰۃ شریف) پس مسلمانون کے ملازمت چھوڑنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ
یا تو اون کو ہندوؤن کی غلامی کرنی پڑیگی یا دوسری قسم کے ذلیل افعال
مثل دہوکہ و فریب و گداگری۔ چوری۔ ڈکیتی وغیرہ کے مرتکب ہونگے۔
یا جو کچھہ گہر مین سرمایہ ہوگا اوس کو چاٹین گے۔ اور بقیہ گہر اور جائدادین
مارواڑیون کے حوالہ کرین گے۔ اور ان کی جگہہ ہندو براجین گے۔
ہندو ابہی سے اسلام اور مسلمانون کی عزت برباد کرنے کے درپے ہین
اور اون سے قربانی گاؤ بند کرا کر گؤرکہشا کا بول بالا کرنا چاہتے ہین تو
آیندہ وہ کیا کچہ نہ کرین گے۔ خود غور کر لو۔
مگر کیا لیڈران قوم یہ سمجھتے ہین کہ ہندو اپنے ملکی حقوق کو جو بہت [illegible]
سے اونہون نے حاصل کئے ہین۔ [illegible] طرح آسانی سے چھوڑ دینگے؟
ہرگز نہین! لالہ لاجپت رائے بار بار یہی [illegible] ہین کہ پہلے مسلمانون کو آگے
بڑہنا چاہیئے۔ مسٹر گاندہی بہی یہی کہتے ہین۔ اگر مسلمانون نے آگے
بڑہ پایا تو ہندو بہی اون کا ساتہ دین گے۔ ان سیاست دانون سے
کوئی یہ سوال کرے کہ آخر مسلمانون کو مقدمۃ الجیش بنانے کی کیا ضرورت
ہے؟ ترک تعلقات کا سبب واقعات پنجاب اور خلافت دونون کو بتلایا جاتا
ہے۔ جس مین ہندو اور مسلمان دونون برابر کے حصہ دار ہین۔ پہر مسلمان ہی
آگے رکہکر کیون ہلاکت مین ڈالے جاتے ہین۔ اس کا تو صاف مطلب یہ ہے
کہ مسلمان نوکریان چھوڑ دین اور ہندو اون کی جگہہ پر کرین۔ مسلمان
وکالت چھوڑ دین اور بہیک مانگین کیونکہ اونکے پاس کوئی سرمایہ نہین ہے۔

شرک کو اس سے تعبیر کرنا صریح مخالفت خدا و رسول ہے - حدیث ہے -
"فاجر کو اسے سردار نہ کہو" مشرک کے جشن مین شرکت حرام ہے اور
حرام فعل کا تماشہ دیکھنا بھی حرام ہے" غیر مسلم کو مسلمانون کا واعظ بنا کر
اس کا بیان سننا اشد سے اشد کبیرہ و بد خواہی اسلام ہے - جو لوگ
ایسا مذہب نکالنا چاہین کہ مسلم و کافر کا فرق اٹھا دے - سنگم و پریاگ کو
مقدس علامت ٹہراتے ہین" جو لوگ کہین کہ آج تم نے اپنے ہندو بھائیون
کو راضی کر لیا تو اپنے خدا کو راضی کر لوگے - اور جو لوگ کہین کہ خدا کی رسی
مضبوط تھامنے سے اگرچہ دین ہاتھ سے جاتا رہے - مگر ... ضرور ملے گی"
ایسون کو مولانا کہنا حرام ہے"

"فقیر ... احمد رضا ... دری غ

اب ہم آپ کو دو چار ... اللہ نے سلام

رخصت ہوئے -

(۱) حضرت عبد اللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ مسلمین
زبان اور جس کے ہاتھ سے مسلمان ایذا نہ پائین -

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا نے
جو کوئی شخص کسی مسلمان کے جنازے کے ہمراہ ایمان دار ہو کر ثواب
سمجھکر جاتا ہے - اور جب تک کہ اوس پر نماز نہ پڑھ لی جائے اور اوس کے
دفن سے فراغت نہ کر لی جائے اوس کے ہمراہ رہتا ہے تو وہ دو حصے ثواب
لیکر لوٹتا ہے - ہر حصہ احد کے پہاڑ کے برابر ہے - اور جو شخص جنازے
پر نماز پڑھ لے پھر قبل اس کے کہ وہ دفن کیا جائے - لوٹ آئے تو وہ ایک

شرک کو اس سے تعبیر کرنا صریح مخالفت حکم رسول ہے۔ حدیث ہے۔
"فاجر کو اسے سردار نہ کہو" مشرک کے جس میں شرکت حرام ہے اور
حرام فعل کا تماشہ دیکھنا بھی حرام ہے" غیر مسلم کو مسلمانوں کا واعظ بنا کر
اس کا بیان سننا اشد سے اشد کبیرہ و بدخواہی اسلام ہے۔ جو لوگ
ایسا مذہب نکالنا چاہیں کہ مسلم و کافر کا فرق اٹھا دے۔ سنگم و پریاگ کو
مقدس علامت ٹھہراتے ہیں" جو لوگ کہیں کہ آج تم نے اپنے ہندو بھائیوں
کو راضی کر لیا تو اپنے خدا کو راضی کر لوگے۔ اور جو لوگ کہیں کہ خدا کی رسی
مضبوط تھامنے سے اگرچہ دین ہاتھ سے جاتا رہے۔ مگر … ضرور ملے گی"
ایسوں کو مولانا کہنا حرام ہے"

"فقیر … … دری غ

اب ہم آپ کو دو چار … اللہ سے … رخصت ہوتے۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ مسلمان … جس کی
زبان اور جس کے ہاتھ سے مسلمان ایذا نہ پائیں۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا نے
جو کوئی شخص کسی مسلمان کے جنازے کے ہمراہ ایمان دار ہو کر ثواب
سمجھکر جاتا ہے۔ اور جب تک کہ اوس پر نماز نہ پڑھ لی جائے اور اوس کے
دفن سے فراغت نہ کر لی جائے اوس کے ہمراہ رہتا ہے تو وہ دو حصے ثواب
لیکر لوٹتا ہے۔ ہر حصہ احد کے پہاڑ کے برابر ہے۔ اور جو شخص جنازے
پر نماز پڑھ لے پھر قبل اس کے کہ وہ دفن کیا جائے۔ لوٹ آئے تو وہ ایک